بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

سیرت النبی ﷺ نمبر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر
مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۳ روپے

جلد ۳۶/۷۱ | ہفتہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ ، ۹ صلح ۱۳۶۱ ہش ، ۹ جنوری ۱۹۸۲ء | نمبر ۶

ارشاداتِ سیدنا حضرت اقدس

مکّہ کی تاریک ترین رات میں طلوع ہونیوالا بدر

اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہے

اے خدا تو اس بزرگ رسول کو اعلیٰ ترین جزاء عطا کر

"اور اللہ تعالیٰ کے عظیم نشانوں میں سے ایک نشان وہ بدر ہے جو ام القرامی یعنی مکّہ سے تاریک ترین رات میں طلوع ہوا اور اس نے تمام تاریکیوں کو دُور کر دیا اور ہر دیکھنے والی آنکھ کے سامنے ایک روشن چراغ رکھ دیا اس کے عظیم نشانات کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ہمارے پاس الفاظ موجود نہیں ۔ آپؐ نے تمام جہانوں کو بیدار کیا اور سونے والوں کی آنکھوں سے نیند کو ہٹایا ۔ آپؐ نے دین کی خاطر ہر دُکھ اور غم کو خوشی خوشی برداشت کیا اور ہر اس شخص کے لیے جو خدا تعالیٰ کا طالب ہو اپنے نفس کو کھو دینے کی سنت قائم کی ۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو گئے اور اس کی خاطر ہر ممکن کوشش کی لوگوں کو اس کی طرف بلایا اور زمین کفر و ضلالت سے پوری طرح پاک اور صاف کیا ۔ پس آفرین ہے اس نوجوان پر اے اللہ تو اس بزرگ رسولؐ کو ہماری طرف سے ایسی جزاء عطا فرما جو تو نے مخلوق میں سے کسی کو عطا نہ کی ہو اور ہمیں آپؐ کے گروہ میں شامل کر کے موت عطا فرما ۔ اور اسی کی اُمّت سے ہمیں اُٹھا ۔ اور ہمیں آپؐ کے چشمہ سے پانی پلا ۔ اور اسے ہمارا مشرب بنا دے اور آپؐ کو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہمارا شفاعت کنندہ بنا دے ۔ اے اللہ تو ہماری اس دُعا کو قبول فرما اور ہمیں اس پناہ گاہ میں جگہ مرحمت فرما ۔ اے میرے ربّ اے میرے ربّ تو درود و سلام بھیج اور برکات نازل فرما اس رحیمؐ رسول پر اور ہر اس شخص پر جو آپؐ سے محبّت کرے ۔ آپؐ کے حکم کی اطاعت کرے اور آپؐ کی لائی ہوئی ہدایت کا تابع ہو۔"

(ترجمہ از عربی آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۶۶ - ۳۶۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

۹ صلح ۱۳۶۱ ہش

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرۂ رسالت

اور

ہمدردی کی بے انداز وسعت

یہ ساری کائنات اور اس کی ایک ایک شے خدائے قادر و توانا کی پیدا کردہ ہے اور وہی اس کارخانۂ عالم کو چلا رہا ہے کیونکہ وہ رب العالمین ہے اور اس کی رحمت نے پوری کائنات اور اس کی ایک ایک شے کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس کی ربوبیت تام اور رحمتِ عام نے تقاضا کیا کہ وہ ایک ایسے انسان کامل کو مبعوث کرے جو اس کی صفات کا مظہرِ اتم ہو اور وہ پوری نوع انسانی کو متحد کر دکھائے اور وہ دین واحد پر جمع ہو کر امتِ واحدہ کی شکل اختیار کرلے۔ چنانچہ اس رفیع الشان غرض کے پیشِ نظر اللہ تعالےٰ نے جس عظیم الشان وجود کو تمام زمانوں کے لئے پوری نوع انسانی کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا وہ ہیں وجہِ تخلیق کائنات۔ خیر البشر، فخر اولین و آخرین۔ خاتم النبیین۔ افضل الرسل ہمارے آقا و مولےٰ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

چونکہ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو بیک وقت تمام زمانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا تھا اس لئے اللہ تعالےٰ نے جملہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے صرف اور صرف آپؐ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

(سبا آیت ۲۹)

ترجمہ:۔ اور (اے رسول!) ہم نے تجھ کو تمام بنی نوع انسان کی طرف (جن میں سے ایک بھی تیرے حلقۂ رسالت سے باہر نہ رہے ایسا) رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوشخبری دیتا اور ہوشیار کرتا ہے۔

اور چونکہ آپؐ پوری نوع انسانی کو متحد کرنے اور اسے دین واحد پر جمع کر کے امتِ واحدہ بنانے اور اس طرح ہر قسم کے منازعات اور باہمی عداوتوں کا خاتمہ کر کے کرۂ ارض کو صلح و آشتی اور امن کا گہوارہ بنانے کی غرض سے مبعوث ہوئے تھے اس لئے اللہ تعالےٰ نے جملہ انبیاء میں سے صرف آپؐ ہی کو مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیاء آیت ۱۰۸)

ترجمہ:۔ اور (اے رسول!) ہم نے تجھے دنیا کے لئے سراسر رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اسی لئے جملہ انبیاءؑ میں سے صرف آپؐ ہی کی یہ شان ہے کہ آپؐ نے خدائی حکم کے ماتحت پوری نوع انسانی کو مخاطب کر کے یہ اعلان فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

(اعراف آیت ۱۵۹)

ترجمہ:۔ اے بنی نوع انسان! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

آپؐ کی اس عظمت و جلالتِ شان اور آپؐ کے دائرۂ رسالت کی اس وسعتِ بے پایاں کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ کے عاشق صادق سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

(۱) "حضرت موسےٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لئے آئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کُل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے اور فرمایا گیا۔ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ پھر آپؐ کی تائیدات موسےٰ علیہ السلام کی تائیدات سے بہت بڑھ کر۔ آپؐ کے اعجازی نشان بڑھ کر، آپؐ کو جو کتاب دی گئی وہ موسےٰ کی کتاب سے بڑھ کر ہمیشہ کے لئے .... ہم ایسے نبیؐ کے وارث ہیں جو رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور كَآفَّةً لِّلنَّاسِ کے لئے رسول ہو کر آیا۔ جس کی کتاب کا خدا اور جس کے حقائق و معارف سب سے بڑھ کر ہیں۔"

(الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

(۲) "جس قدر انبیاء علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے وہ سب ایک ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اس لئے کہ ان کی شریعت مختص القوم اور مختص الزمان تھی۔ مگر ہمارے نبی وہ عظیم الشان نبی ہیں جن کے لئے یہ حکم ہوا کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور یہ کہ قُلْ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ اس لئے جس قدر عظمتیں آپؐ کی بیان ہوئی ہیں مصلحتِ الٰہی کا بھی یہی تقاضا تھا۔ اگر وہ اپنے کمالات میں کوئی کمی رکھتا تو پھر وہی کمی آئندہ امت میں رہتی۔" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء)

(۳) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت و استعداد اور عزم کا دائرہ چونکہ بہت ہی وسیع تھا اس لئے آپؐ کو جو کلام ملا وہ بھی اسی پایہ اور رتبہ کا ہے اور کوئی دوسرا شخص اس ہمت اور حوصلہ کا کبھی پیدا نہ ہوگا۔ کیونکہ آپؐ کی دعوت کسی محدود وقت یا مخصوص قوم کے لئے نہ تھی۔ جیسے آپؐ سے پہلے نبیوں کی ہوتی تھی بلکہ آپؐ کے لئے فرمایا گیا قُلْ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اور وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ جس شخص کی بعثت اور رسالت کا دائرہ اس قدر وسیع ہو اس کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔" (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء)

اب چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بعثت عامہ تھی اور آپؐ تمام بنی نوع انسان کی طرف رسول اور رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اس لئے آپؐ کی ہمدردی کا دائرہ بہت وسیع تھا اس میں تمام بنی نوع انسان داخل تھے۔ اسی لئے آپؐ نے ہمدردیٔ نوع انسان کا کامل نمونہ پیش کیا۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ ..... فرماتے ہیں:۔

"مامور من اللہ جب آتا ہے تو اس کی فطرت میں سچی ہمدردی رکھی جاتی ہے اور یہ ہمدردی عوام سے بھی ہوتی ہے اور جماعت سے بھی۔ اس ہمدردی میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے کہ آپؐ کُل دنیا کے لئے مامور ہو کر آئے تھے اور آپؐ سے پہلے جس قدر نبی آئے وہ مختص القوم اور مختص الزمان کے طور پر تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کُل دنیا اور ہمیشہ کے لئے نبی تھے اس لئے آپؐ کی ہمدردی بھی کامل ہمدردی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔"

(الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۲ء)

الغرض خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا دائرہ اور اسی لحاظ سے آپؐ کی ہمدردی کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کا جو جذبہ آپؐ میں موجزن تھا۔ اس کی نظیر کسی اور میں تلاش کرنا بے سود ہے۔ یہ آپؐ ہی ہیں جو تمام بنی نوع انسان کو متحدہ کرنے آئے ہیں۔ یہ آپؐ ہی ہیں کہ جنہوں نے تمام بنی نوع انسان کے یکساں حقوق مقرر کر کے ان کے درمیان کامل مساوات قائم کی۔ یہ آپؐ ہی ہیں جنہوں نے بلا استثناء تمام انسانوں کو آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ مذہب کی ضمانت دی اور اس راہ میں انسانوں کی کھڑی کی ہوئی تمام روکاوٹوں کو دور کیا۔ یہ آپؐ ہی ہیں جنہوں نے جنگ کے موجبات کو ختم کر کے بنی نوع انسان کے درمیان صلح و آشتی کی بنیاد قائم کی کیونکہ آپؐ لوگوں کو ایک دوسرے سے پھاڑنے نہیں بلکہ ان کے درمیان اتحاد قائم کرنے آئے تھے چنانچہ صلح حدیبیہ، میثاق مدینہ اور خطبہ حجۃ الوداع اس کی نہایت روشن اور درخشندہ مثالیں ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے سوا لاکھ انسانوں کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان فرمایا:۔

"لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے۔ سب انسان آدم کی اولاد ہیں۔ آدم مٹی سے بنے تھے اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں صرف وہی معزز ترین ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں برتری صرف تقوےٰ کے سبب سے ہے۔" (طبری)

اسی طرح میثاق مدینہ کے تحت آپؐ نے مکہ کے مہاجر اور مدینہ کے انصار، اہل کتاب یہود و نصاریٰ حتیٰ کہ مدینہ کے انصار قبائل اوس و خزرج کے غیر مسلم افراد کو بھی بقائے باہمی کے تحریری معاہدات میں شریک کر کے سب کو مذہبی اور شہری آزادیاں عطا کیں اور پھر دوسرے قبائل کو بھی ایسی ہی پیشکش نہایت خلوص نیت کے ساتھ کی جس نے بھی اسے قبول کیا اسکو برابری کی بنیاد پر امن و صلح کے ساتھ اتحاد میں شریک کرلیا۔ کسی پر بھی اپنے نظریات زبردستی نہ ٹھونسے اور پُر امن بقائے باہمی کی خاطر معاہدات کے ذریعہ اختلافات کا احترام کرتے ہوئے اتحاد قائم کیا۔

وحدتِ اقوام اور اتحادِ نوع انسانی کا یہ عدیم النظیر عملی نمونہ آپؐ نے اسی لئے پیش فرمایا کہ آپؐ بیک وقت پوری نوع انسانی کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپؐ کی رسالت اور ہمدردی کا دائرہ بے انتہا وسیع ہے۔ آپؐ کے اس حسین عملی نمونہ پر عمل پیرا ہونے سے ہی یہ دنیا صلح و آشتی اور امن کا گہوارہ بن سکتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ اتم الوہیت ہیں اور آپ کا کلام خدا کا کلام ہے

آپ کا ظہور خدا کا ظہور اور آپ کا آنا خدا کا آنا ہے

آنحضور کی ذات وہ آئینہ خدانما ہے جس کی شعاعیں ہزاروں دلوں کو منور کر رہی ہیں

" اللہ تعالیٰ نے مقامِ جمع کے لحاظ سے کئی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے رکھ دیئے ہیں جو خاص اُس کی صفتیں ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد رکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ سو یہ غایت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔ مگر ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور جو دنیا کو روشن کرتا ہے اور رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے آیا ہے اور رؤف اور رحیم جو خدا تعالےٰ کے نام ہیں، ان ناموں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکارے گئے ہیں۔ اور کئی مقام قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہ آیت بھی ہے۔ وقل جاء الحق وزھق الباطل انّ الباطل کان زھوقاً کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہٗ اور قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں۔ سو دیکھو اپنے نام میں خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر شامل کر لیا اور آنحضرتؐ کا ظہور فرمانا خدائے تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا، ایسا جلالی ظہور جس سے شیطان مع اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا اور اس کی تعلیمیں ذلیل اور حقیر ہو گئیں۔ اور اس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی ..... اِس تمام تقریر کا مدعا و خلاصہ یہ ہے کہ عند العقل قرب الٰہی کے مراتب تین قسم پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت اور آئینہ خدانما ہے حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسلّم ہے جس کی شعاعیں ہزارہا دلوں کو منور کر رہی ہیں۔ اور بے شمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کر کے نور قدیم تک پہنچا رہے ہیں۔

وللہ در القائل ؎

محمد عربی بادشاہِ ہر دو سرا ٭ کرے ہے رُوحِ قدس جس کے در کی دربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں ٭ کہ اُس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشوائی کے لئے قبول کیا اور قرآن شریف کو راہنمائی کے لئے اختیار کر لیا۔ اللھم صلّ علیٰ سیدنا و مولٰینا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین الحمد للہ الذی ھدٰی قلبنا لحُبّہٖ ولحب رسولہٖ وجمیع عبادہ المقرّبین ؎

تا بر دلم نظر شد از مہر و ماہِ مارا ٭ کر دست سیم خالص قلبِ سیاہِ مارا
لطفِ عمیم دلبر ہر دم مرا بخواند ٭ ہر چند می زنند ایں اغیار راہِ مارا
در کوئے دلستانم چوں خاکِ کوشب و روز ٭ دیگر نشاں چہ باشد اقبال و جاہِ مارا

(سرمہ چشم آریہ حاشیہ ص ۱۸۵ - ۲۵۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربی منظوم کلام

لَهٗ فَيْضُ خَيْرٍ لَا تُضَاهِيهِ اَبْحُرٌ

آنحضرت ﷺ کے افاضۂ خیر کی سمندر بھی برابری نہیں کر سکتے

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

وَفِيْ كُلِّ اَقْوَامٍ ظَلَامٌ مُدَمِّرٌ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَدْرٌ مُنَوِّرٌ

اور سب قوموں میں ہلاک کرنے والی تاریکی ہے اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود روشنی دینے والا چودھویں رات کا چاند ہے

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مُهْجَةُ مُهْجَتِيْ وَمِنْ ذِكْرِهِ الْاَحْلٰى كَاَنِّيْ مُثْمِرٌ

اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جان کی جان ہیں اور آپؐ کے میٹھے ذکر سے میں ثمردار ہوا ہوں

وَلَيْسَ طَرِيْقُ الْهَدْيِ اِلَّا اتِّبَاعَهٗ وَمَنْ قَالَ قَوْلًا غَيْرَهٗ فَيُتَبَّرٌ

آپؐ کی پیروی کے سوا ہدایت کا کوئی اور رستہ نہیں اور جس شخص نے اس کے بغیر اور کچھ کہا وہ ہلاک ہوگا

وَوَاللّٰهِ اِنَّ كِتَابَنَا بَحْرُ الْهُدٰى وَتَاللّٰهِ اِنَّ نَبِيَّنَا مُتَبَقِّرٌ

اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہماری کتاب یعنی قرآن کریم ہدایت کا سمندر ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہمارا نبی کثیر العلم ہے

وَيَبْقٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ دِيْنُهٗ لَهٗ مِلَّةٌ بَيْضَاءُ لَا تَتَغَيَّرٌ

آپؐ کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔ اور آپؐ کی ملّتِ بیضا کبھی تغیّر پذیر نہیں ہوگی!

لَهٗ دَرَجَاتٌ لَا شَرِيْكَ لَهٗ بِهَا لَهٗ فَيْضُ خَيْرٍ لَا تُضَاهِيهِ اَبْحُرٌ

آپؐ کے درجات میں آپؐ کا اور کوئی شریک نہیں اور آپؐ کے افاضۂ خیر کی سمندر بھی برابری نہیں کر سکتے

اَلَا مَا هَرَفْنَا فِيْ ثَنَاءِ رَسُوْلِنَا لَهٗ رُتْبَةٌ فِيْهِ الْمَدَائِحُ تُحْصَرٌ

خبردار ہم نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف میں مبالغہ نہیں کیا۔ آپؐ کا رتبہ ایسا بلند ہے کہ اسمیں تمام مدح ختم ہو جاتی ہے

فِدًى لَّكَ رُوْحِيْ يَا حَبِيْبِيْ وَسَيِّدِيْ فِدًى لَّكَ رُوْحِيْ اَنْتَ وَرْدٌ مُنَضَّرٌ

اے میرے حبیب اور سردار میری روح آپؐ پر فدا اور میری جان آپؐ پر قربان ہو آپؐ تو گلاب کا تر و تازہ پھول ہیں۔

(کرامات الصادقین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان تجھ پر میری جان فدا ہو

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ جماعتِ احمدیہ

تو جانِ ما منوّر کردی از عشق　　فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

تو نے عشق کی وجہ سے ہماری جان کو روشن کر دیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان تجھ پر میری جان فدا ہو

دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ　　نباشد نیز شایانِ محمدؐ

اگر اس راہ میں میں سو جان سے قربان ہو جاؤں تو بھی مجھے یہ افسوس رہے گا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے شایان نہیں ہے

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را　　کہ ناید کس بہ میدانِ محمدؐ

اس جوان کو کس قدر رعب دیا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر میدان میں کوئی بھی نہیں آتا

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ　　بترس از تیغِ برّانِ محمدؐ

اے نادان اور گمراہ دشمن ہوشیار ہو جا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر

رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم!　　بجو در آل و اعوانِ محمدؐ

خدا کے اس راستہ کو جسے لوگوں نے بھلا دیا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آل اور انصار میں ڈھونڈ

الا اے منکر از شانِ محمدؐ　　ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ

اے وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپؐ کے چمکتے ہوئے نور کا منکر ہے خبردار ہو جا!

کرامت گرچہ بے نام و نشاں است　　بیا بنگر زِ غلمانِ محمدؐ

اگرچہ کرامت اب ہر جگہ مفقود ہو چکی ہے مگر تو آ اور اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں دیکھ لے

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُنیا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہر قسم کے منصوبے بنائے اور ظلم ڈھائے مگر وہ آپ سے قوتِ احسان کو نہ چھین سکے

آنحضرتؐ کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے مبعوث فرمایا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے لگے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز اُٹھائی کہ انسان انسان میں کوئی فرق نہیں

از سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۱ر فتح ۱۳۴۹ ہش (۱۱ر دسمبر ۱۹۷۰ء) بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔ (الطارق ۱۶ تا ۱۸)

اس کے بعد فرمایا:۔

آئیں آج اپنے پیارے اور محبوب اور مطاع اور اللہ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں کریں۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے مبعوث فرمایا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے لگے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق یعنی بنی نوع انسان کے حقوق بھی ادا کرنے لگے کیونکہ اسلام کا خلاصہ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو بنیادی پہلو یہی ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا جائے

اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے جو حقوق ہیں وہ بھی ادا کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا وہ حق ادا کیا جائے جو قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے اور بندوں کے وہ حقوق ادا کئے جائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قائم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حق تو یہ ہے کہ انسان توحید خالص پر قائم ہو وہ اللہ تعالیٰ کو اس معنی میں اور اس رنگ میں واحد و یگانہ تسلیم کرے اور یقین جانے جس رنگ میں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی ذات کی وحدانیت قرآن عظیم میں بیان ہوئی ہے۔ اور اس رنگ کو جو اس کی صفات اور ذات میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اپنے اوپر چڑھا کر اس کے بندوں کے حقوق کو جنہیں خود اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ قائم کرے اور ادا کرے۔

خدائے واحد و یگانہ کی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اپنی مخلوق کیلئے اکیلا ہی کافی ہے۔ مگر دنیا اس حقیقت کو سمجھتی ہے اور

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (الزمر آیت: ۳۷)

کی بجائے وہ یہ اعلان کرنے لگ جاتی ہے کہ

يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ (الزمر آیت: ۳۷)

یعنی اللہ کے سوا دوسری ہستیوں کا خوف دل میں پیدا کرتی ہے اور تنبیہہ کرتی ہے کہ فلاں عقاب سے ڈرو اور فلاں عقاب سے ڈرو۔ مثلاً کفار مکہ نے یہی اعلان کیا کہ ہمارے عقاب سے ڈرو۔ پھر کفار مکہ کے ساتھ یہود بھی مل گئے۔ مکہ سے باہر کے عرب قبائل بھی ساتھ مل گئے انہوں نے بھی کہا کہ یہ کیا نیا دین آگیا ہے؟ ہم اسے ملیا میٹ کر دیں گے۔ مگر کفار مکہ ہوں یا اُس وقت کے یہودی اور نصرانی ہوں یا عرب کے دوسرے بُت پرست قبائل ہوں وہ سب کے سب اس حقیقت سے ناواقف تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کیلئے کافی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اپنے مخالفین کے مقابلہ میں یہی آواز ہوتی تھی۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

کیا اللہ تعالیٰ کافی نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یا اللہ کے علاوہ کسی اور کی احتیاج پیدا ہو سکتی ہے؟ نہیں۔ لیکن مخالفین چونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور اُس کی صفات کی معرفت نہیں رکھتے تھے اس لئے وہ مسلمانوں کو ڈراتے تھے کہ تم تعداد میں تھوڑے ہو۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تو جب مٹی کے ایک ذرّہ کو اپنی انگلی میں پکڑ کر آسمان کی بلندیوں کی طرف لے جانا چاہتا ہے تو وہ لے جاتا ہے اور دنیا کے سارے انسان مل کر بھی اللہ تعالیٰ کے اس منشاء میں روک نہیں بن سکتے۔

مخالفین سمجھتے تھے مسلمانوں کے پاس جتھا نہیں ہے، مال و دولت نہیں ہے، سامان نہیں ہے، وسائل نہیں ہیں، کوئی ان کا سہارا نہیں ہے۔ وہ چونکہ دنیا کے بندے تھے اس لئے دنیوی سہاروں سے آگے ان کی نظر نہیں جاتی تھی اور جو اس دنیا کا حقیقی سہارا ہے وہاں تک ان کی نگاہ اور عقل کی رسائی نہیں تھی۔ اس لئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کو دوسری طاقتوں سے ڈراتے تھے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ (زمر آیت: ۳۸)

یعنی کیا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے کرنے پر وہ غالب نہیں ہے؟ اس میں مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ جو میں چاہتا ہوں وہی ہوگا۔ تمہیں ان مخالفین سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اس دنیا پر اس رنگ میں غالب آئے کہ دنیا کے اندھیروں کو وہ دُور کر دے اور اس دنیا کے سینوں کو اللہ تعالیٰ کے نور سے منوّر کر دے اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے اس واسطے

ہوگا وہی جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے

اور مخالفین جو تدبیریں کرتے ہیں میں انہیں ان کی سزا دوں گا کیونکہ میں انتقام لینے والا بھی ہوں۔ مجھے انتقام لینے کی طاقت ہے اس لئے انکی ساری مخالفانہ تدبیریں خاک میں مل جائیں گی۔

پس اس آیہ کریمہ میں پہلے مسلمانوں کو یہ کہا

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

اور پھر ان کے مُنہ سے غیروں میں اس کی تبلیغ کروائی۔ دوسری طرف کافروں سے کہا کہ اللہ عزیز بھی ہے اور انتقام کی بھی طاقت رکھنے والا ہے وہ جو چاہتا ہے وہ کرے گا اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ کافر جو چاہتے ہیں اور جو ان کے منصوبے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ملیا میٹ کر دے گا اور خاک میں ملا دے گا۔ البتہ منصوبے بنانے کی ان کو اجازت ہوگی۔ چنانچہ قریش مکہ نے بھی مسلمانوں کے خلاف منصوبے کئے۔ عرب کے دوسرے قبائل جن کی لاکھوں کی تعداد تھی انہوں نے بھی بعض چھوٹے چھوٹے قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں کے خلاف منصوبے باندھے۔ پھر یہود کی سازش ساتھ مل گئی۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس وقت کی دنیا کا Spear Head (سپیئر ہیڈ) یعنی نیزہ کی انی جو تھی وہ اسلام کے خلاف نظر آتی تھی۔ پھر پیچھے تو نیزے کا پھل یا دو پھلہ کہنا چاہیئے یعنی کسریٰ اور قیصر کی شوکت اور دُنیوی طاقت اسلام کے مقابلے پر آئی لیکن نیزے کی انی جو تھی وہ کفار مکہ یا عرب کے دوسرے قبائل کے حملہ آور ہونیکی شکل میں ظاہر ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے منصوبے کئے اور ہر قسم کے منصوبے کئے۔ قرآن کریم میں سورۃ طارق میں اسی طرف اشارہ ہے فرمایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا"

وہ مسلمانوں کیخلاف

سازشیں کریں گے۔

داؤ پیچ سے کام لیں گے۔ ان سے ہم انہیں نہیں روکیں گے۔ ویسے اللہ تعالیٰ کو تو یہ بھی طاقت ہے کہ کسی کو منصوبہ ہی نہ کرنے دے لیکن اگر اللہ تعالیٰ اپنی اس قدرت کو ظاہر کرے تو پیار کے وہ جلوے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دکھانا چاہتا ہے یعنی اس کی حفاظت کے جلوے، اس کی قدرتوں کے جلوے، اس کے حسن و احسان کے جلوے دنیا کسطرح دیکھے؟ مخالفین تو دیکھ لیں گے لیکن دنیا کو نظر نہیں آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مخالفین اسلام جو بھی مکر اور سازش کرنی چاہیں وہ کریں۔ میں انہیں اس سے نہیں روکوں گا بلکہ اس میں انہیں مہلت بھی دوں گا لیکن جب ان کی سازشیں زور پکڑیں گی تو میں ابھی کچھ عرصہ اپنی قدرت نہیں دکھاؤں گا اور اپنے کمزور بندوں سے کہوں گا کہ

تم صبر اور دعا سے کام لو

چنانچہ خدا کے بندوں کے خلاف جب بھی منصوبے کئے گئے وہ صبر سے کام لے رہے ہوں گے وہ گالیاں سن کر دعا دے رہے ہوں گے۔ انہیں زہر دیا جائے گا۔ اور وہ میٹھا شربت پلا رہے ہوں گے۔ ان کے لئے قحط کے سامان پیدا کئے جا رہے ہوں گے اور جب وقت آئیگا تو یہ قحط دور کرنے کے سامان پیدا کریں گے۔ مسلمانوں کو اغوا کیا جائے گا اور اسلام اغوا کے سارے راستوں کو بند کر رہا ہوگا۔ مسلمان مخالفین کے ہر مکر کا جواب صبر اور تقویٰ کی راہوں پر چل کر اور دعا کے ساتھ دے رہے ہوں گے۔ مگر اندھی دنیا یہ سمجھے گی کہ اس بے کس قوم کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ لیکن بینا آنکھ اور وہ جس کی آنکھ ہمیشہ ہی کھلی رہتی ہے اور جو علام الغیوب ہے وہ کہے گا کہ تم صبر کرو۔ وقت آنے پر تم دیکھ لو گے میں کیا کرتا ہوں۔ فرماتا ہے۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا

یعنی میں اپنی منشاء اور مرضی کے مطابق اپنی تدبیر کروں گا جو اپنے وقت پر ظاہر ہوگی۔

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک عرصہ ایسا آئے گا کہ میرے ماننے والے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے فدائی دنیا کی نگاہ میں بے سہارا ہوں گے۔ لیکن میں ان کا سہارا ہوں گا اور میں ان سے کہوں گا کہ میں تمہارا سہارا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے متبعین کے خلاف یہ منصوبے اس لئے کئے جائیں کہ وہ خدا کے بندوں کو توحیدِ خالص کی طرف بلا رہے ہوں گے اور انہیں ان کے انسانی حقوق دلوا رہے ہوں گے اور

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

کا عظیم نعرہ بلند کر کے وہ یہ کہہ رہے ہوں گے کہ انسان، انسان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان کسی ماں نے نہ اب تک جنا اور نہ آئندہ جن سکتی ہے ایسا عظیم الشان وجود جو

اللہ تعالیٰ کا حقیقی محبوب

ہے اور باقی ہر ایک نے اسی کے طفیل خدا کی محبت کو پایا ہے اس کی زبان سے یہ عظیم کلمہ نکلوا دیا کہ میں تمہارے جیسا انسان اور تم میرے جیسے انسان ہو۔ جب یہ مساوات اور برابری کا عظیم الشان اعلان ہوا تو مکہ کے سرداروں نے کہا کہ یہ کہاں کی آواز اٹھی؟ کیا ہم اور ہمارے غلام برابر ہیں؟ کیا ہمارا قبیلہ جو خانہ کعبہ کا محافظ ہے یہ اور عرب کے دوسرے قبائل برابر ہو گئے؟ کیا عرب کے رہنے والے اور حبشہ اور دوسرے افریقی ممالک کے رہنے والے برابر ہو گئے؟ یہ کیسی آواز ہے؟ ہم تو اسے نہ سمجھ سکتے ہیں نہ اسے برداشت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس پاک اور بلند اور عظیم آواز کے خلاف منصوبے بنانے شروع کر دیئے جن کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی طاقت کے زور سے اپنی برتری کو قائم رکھیں گے اور مساوات کو قائم نہیں ہونے دیں گے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب کا یہ فرمان ہے کہ اس نے ہر انسان کو پیدا کیا اور اس کے اندر تمہیں جو بھی قوت اور استعداد نظر آتی ہے وہ اس کی پیدا اور عطا کردہ ہے اور فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ ہر فردِ واحد کی تمام قوتوں کی نشوونما کو کمال تک پہنچایا جائے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رب العالمین کی حیثیت سے ہر فردِ واحد کی تمام قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کیلئے جس مادی اور غیر مادی چیز کی ضرورت تھی وہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی ہے۔ انسانی قوتیں اور استعدادیں جسمانی بھی ہوتی ہیں اور اخلاقی اور روحانی بھی ہوتی ہیں۔ ان قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما کے کمال تک پہنچنے کے وسائل اور ذرائع مادی اور غیر مادی دو حصوں میں منقسم ہوتے ہیں جسمانی لحاظ سے مثلاً طیب غذا کی ضرورت ہے اور خالی حلال ہی نہیں کیونکہ حلال میں اللہ تعالیٰ کی اس طرح کی شان نظر نہیں آئے گی اس لئے نہ صرف حلال بلکہ حلال اور طیب غذا کی ضرورت ہے۔ ہر فرد کے جسم کا تقاضا مختلف ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے ہزار قسم کی حلال چیزیں پیدا کی ہیں اور ہزار قسم کی نعمتیں مہیا فرمائی ہیں اور فرمایا کہ میری ان ہزار قسم کی اشیاء اور نعماء میں سے طیب اور اپنے مناسبِ حال چیزوں کو استعمال کرو گے تو تمہاری جسمانی طاقتیں نشوونما کرتی ہوئی

اپنے کمال کو پہنچ جائیں گی

اب مثلاً ایک بچہ ہے اس کی جسمانی ضرورت الگ ہے۔ بعض دفعہ وہ چنے کھانا چاہتا ہے اور ماں باپ کہتے ہیں کہ نہیں ہم تمہیں دودھ پلائیں گے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے قانون اور ماں باپ کی خواہش کے درمیان لڑائی ہو جاتی ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ غلط اندازہ لگاتے ہیں اور غلط بات جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ ایک واقعاتی چیز ہے یہ کوئی فلسفہ نہیں ہے۔ میں ایسے واقعات کا شاہد ہوں کہ بچے کو دست آ رہے ہیں اور وہ کہتا ہے میں نے چنے کھانے ہیں۔ ماں باپ کہتے ہیں کہ یہ بچہ پاگل ہے۔ ہم نے اس کو چنے نہیں دینے مگر وہ چنے کھانے پر بضد ہے۔ کوئی سمجھدار کہتا ہے کہ یہ دو سال کا ناسمجھ بچہ ہے یہ چنے کھانے کی آواز اس کے اندر کی آواز ہے۔ اسے چنے کھانے دو۔ چنانچہ اسے چنے کھانے کی اجازت دی گئی اور بچے کے اسہال بند ہو گئے۔

پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر فردِ واحد اپنے اندر ایک انفرادیت رکھتا ہے۔ اور اس طرح جو تنوع پیدا ہوتا ہے یہ

خدا کی وحدانیت

کی ایک دلیل ہے۔ ہر جگہ آپ کو تنوع نظر آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اکیلا ہے اپنی ذات میں اور یکتا ہے اپنی صفات میں۔

ویسے ہمارا علم اور عقل چونکہ محدود ہے ہم بعض اصول بنا لیتے ہیں اور چیزوں کی گروپنگ کر دیتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے ہر فردِ واحد کے جسم کی بناوٹ اپنی انفرادیت کی وجہ سے غذاؤں کے ایک خاص قسم کے مجموعہ کو چاہتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ایک اور قانون کیمطابق غذاؤں کا جو balance (بیلنس یعنی توازن) ہے اسے قائم رکھنے ہی سے انسان کی جسمانی قوتوں کی بہترین نشوونما ہو سکتی ہے ورنہ توازن قائم رکھنے کے بغیر نشوونما کمال کو نہیں پہنچ سکتی۔ ویسے بہترین نشوونما اور واقعاتی نشوونما میں انیس بیس کا فرق بھی رہ سکتا ہے اور دس بیس کا فرق بھی رہ سکتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر فردِ واحد کی جسمانی قوتوں کی نشوونما کیلئے متوازن غذا بننے کے لئے غذا کی جن اقسام کی ضرورت تھی وہ میں نے پیدا کر دی ہیں۔ انسان اگر ان ہزاروں چیزوں کی باریکیوں میں جائے تو اس کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

انسان کا تخیل

وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ انسانی تصور ان چیزوں کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا کیونکہ ان چیزوں میں بہت وسعت ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اس نے اپنے بندوں میں سے ہر ایک کو جو قوتیں اور استعدادیں دی ہیں ان قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما اپنے کمال تک پہنچنی چاہیے اللہ تعالیٰ نے اس کے اسباب پیدا کر دیئے ہیں اگر کسی کو اس کی ضرورتوں کے مطابق یا قوتوں کی نشوونما کیلئے پوری چیزیں نہیں ملتیں تو اس میں یا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے۔ مثلاً قحط پڑ جاتا ہے چیزیں نہیں ملتیں لیکن اس کا کسی پر کوئی الزام نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہے۔ پس یا تو یہ شکل ہوتی ہے اور یا یہ شکل ہوتی ہے کہ ظلم کے نتیجہ میں چیزیں نہیں ملتیں۔ ایک اور آدمی کے پاس تو ہیں لیکن وہ ضرورتمند کو نہیں دے رہا۔ جب خدا کے ان بندوں کے لئے آواز اٹھائی جاتی ہے (اور اٹھائی گئی کہنا چاہیئے۔ کیونکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کے زمانے کی باتیں کر رہا ہوں) تو اس وقت کے بڑے بڑے سرمایہ دار اور امیر لوگوں نے کہا کہ ہمارے مالوں میں ان غریبوں کا کہاں سے حق پیدا ہو گیا؟ چنانچہ قرآن کریم نے اس کا ذکر کیا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ تم ہمیں اس چیز سے منع کرتے ہو کہ ہم اپنے مالوں میں اپنی مرضی سے تصرف نہ کریں اور جس طرح خدا کا منشاء ہے اسی طرح خرچ کریں اور یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے اموال کے مالک ہوتے ہوئے اپنی مرضی کیمطابق خرچ نہ کریں؟

چنانچہ یہ آواز اٹھائی گئی ایک مساوات کی اور دوسری غربت کے دور کرنے کی (یہ تو مجھے نہیں کہنا چاہیئے بلکہ مجھے تو کہنا چاہیئے کہ) ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی کی اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے

بڑے زوردار الفاظ میں

فرمایا کہ اگر تم میرے غریب بندوں کا خیال نہیں رکھو گے تو جہنم میں جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے جہنم اسی لئے پیدا کی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ایک جگہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم دو وجہ سے بنائی ہے ایک توحید پر قائم نہ رہنے کے نتیجہ میں جہنم ملتی ہے اور دوسرے اللہ تعالیٰ کے بندوں کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے جہنم ملتی ہے گویا بنیادی طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد بیان کر دیئے گئے ہیں ان کی تفصیل نہیں بیان کی گئی۔

غرض

جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ آواز اٹھائی کہ انسان انسان میں کوئی فرق نہیں ہے تو دشمنانِ اسلام نے سمجھا کہ ہم تو مارے گئے ہم بڑی طاقت رکھتے ہیں اور اپنی اس طاقت کے بل بوتے پر اپنے آپ کو دوسروں کی نسبت زیادہ ارفع اور اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ ہمارے دماغ میں برتری کے خیال رچے ہوئے ہیں۔ اگر ہم سب برابر ہو گئے تو ہم تو مارے گئے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حبشی بلال رضؓ اور ابوجہل برابر ہو گئے؟ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مساواتِ انسانی کی اس عظیم آواز کے اٹھانے پر دنیا مخالف ہو گئی۔ جب آپؐ نے عزتِ انسانی کی آواز اٹھائی (جو دراصل مساوات ہی کا ایک پہلو ہے) اور فرمایا سب لوگوں کی عزت کرنی پڑے گی۔ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی آدمی حقیر نہیں ہے ورنہ خدا تعالیٰ پر یہ اعتراض آتا ہے کہ اس نے حقیر انسان بھی پیدا کیا ہے۔ حالانکہ اسلام کہتا ہے کہ جس کو خدا نے پیدا کیا ہے وہ

خدا کی نگاہ میں

حقیر نہیں ہو سکتا اور جو خدا کی نگاہ میں حقیر نہیں ہو سکتا وہ خدا کے بندوں کی نگاہ میں بھی حقیر نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عزتِ انسانی کی یہ آواز اٹھائی تو مخالفین نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تم ہمیں اس بات سے روکتے اور منع کرتے ہو کہ ہم دوسرے لوگوں کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھیں یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم طاقت رکھتے ہیں اور تمہیں کچل کر رکھ دیں گے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے متبعین کے خلاف منصوبے بنانے شروع کر دیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق جب یہ فرمایا کہ ہر فرد کی برابری اور اس کی عزت کے قیام کے بعد جہاں تک ممکن ہو (یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ بعض دفعہ ابتلاء بھی آیا کرتے ہیں) انسانی قوتوں اور استعدادوں کو نشو و نما کے کمال تک پہنچنا چاہیئے تو مخالفینِ اسلام نے کہا کہ یہ باتیں تو ہمارے اموال لوٹنے کے مترادف ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ انہیں جو مال و دولت ملی ہے یہ اللہ کی عطا کردہ نہیں بلکہ اسے انہوں نے اپنی محنت، کوشش اور عقل کے استعمال کے علاوہ دوسروں کی مدد سے اکٹھا کیا ہے۔ ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں سے خدا کے بندوں پر خرچ کرو۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔

پس مساوات کی یہ آواز، عزتِ انسانی کی یہ آواز، دراصل حقوقِ انسانی کے قیام کا

ایک عظیم اعلان

تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے متبعین کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ یہ کوئی فلسفہ نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کی یہ تعلیم عملاً انسانی زندگیوں کو بدل دینے والی اور قوموں کی زندگی میں ایک انقلابِ عظیم برپا کرنیوالی ہے۔ یہ تعلیم محض خیالی یا عقلی نہیں ہے۔ دنیا نے اس کے عملی مظاہرے دیکھے ہیں۔ چنانچہ اسلام کی اس تعلیم کے نتیجہ میں ہر جگہ برابری اور مساوات آ گئی۔ عرب اور عجم کے درمیان کوئی فرق نہ رہا۔ گورے اور کالے کے درمیان کوئی فرق نہ رہا۔ امیر اور غریب کا امتیاز مٹ گیا۔ انسان اب بھی جب مسلمان کہلانے والوں کے اندر یہ تفریق دیکھتا ہے۔ تو حیران رہ جاتا ہے یوں تو سارے خدائے واحد و یگانہ پر ایمان لانے والے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے کا دعویٰ کرنے والے ہیں مگر ان میں سے ایک باعزت بن گیا اور دوسرا ذلیل ہو گیا۔ جو آدمی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے چمٹا ہوا ہے وہ ذلیل کیسے ہو گیا؟

پس یہ دو عظیم نعرے تھے۔ ایک توحید کے قیام کا نعرہ اور دوسرا حقوقِ انسانی کے قیام کا نعرہ۔ حقوقِ انسانی کے قیام کے نعرہ میں بنیادی طور پر دو چیزیں تھیں ایک مساواتِ انسانی اور شرفِ انسانی کا نعرہ اور اعلان اور دوسرے انسانی قویٰ اور استعدادوں کی کامل نشو و نما کا نعرہ۔ اور اسلام نے مسلمانوں کو حقوقِ انسانی کے قیام کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں قیادت بخشی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں سمجھ عطا کی ہے اور ہمارے لئے

ایک کامل اور مکمل تعلیم

اتاری ہے اور ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ اس تعلیم کے ذریعے ساری دنیا میں ایک (REVOLUTION) (ریوولیوشن) یعنی ایک انقلاب برپا کر دو۔ قوموں کی زندگی ان کے خیالات اور فکر و تدبر کی کایا پلٹ کر رکھ دو اور اس طرح ثابت کر دو کہ انسان انسان برابر ہیں۔ یہی پیغام میں افریقہ کے دورے میں لوگوں کو دے کر آیا ہوں کہ اب وہ دن چڑھ گیا ہے کہ آئندہ کوئی انسان تمہارے ساتھ نفرت اور حقارت کا سلوک نہیں کرے گا۔ اسلام کی یہ اتنی عظیم تعلیم تھی اور اس کے خلاف اتنے عظیم منصوبے باندھے گئے۔ چنانچہ جب ہم ان منصوبوں کی تفصیل میں جاتے ہیں۔ تو ہمیں ان کی عجیب شکلیں نظر آتی ہیں۔ اس سلسلہ میں بھی میں مختصراً کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا

کہ یہ جو اسلام نے مساواتِ انسانی اور شرفِ انسانی کے عظیم اعلان کئے ہیں۔ جن لوگوں نے ان کو پسند نہیں کیا اور اس تعلیم کو ماننے سے انکار کر دیا ہے انہوں نے اس کے خلاف جو مختلف منصوبے کئے ان میں سے ایک منصوبہ اغوا کا تھا۔ اغوا کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ لیکن

اغوا کے اصل معنے

یہ ہیں کہ کسی انسان کو اس ماحول میں جو اس کا اپنا ماحول ہے پرورش پانے اور تربیت حاصل کرنے سے محروم کر دیا جائے یہ اغوا کا اصل نتیجہ ہے۔ اور اصولی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اغوا کے معنے ہی یہ ہیں کہ بعض لوگ بچے کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اور دوسری جگہ لے جا کر بیچ دیتے ہیں۔ اب مثلاً ایک نہایت شریف خاندان کا دینی ماحول میں پرورش پانے والا بچہ ہے۔ ظالم انسان اسے اٹھاتا ہے اور کسی دوسری جگہ جا کر غلام بنا کر بیچ دیتا ہے یا مثلاً لڑکی ہے۔ تو اسے نہایت گندی جگہوں پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس بچے یا بچی کے ماحول میں جس میں اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا۔ اس ماحول میں تو یہ فضا نہیں تھی۔ اس ماحول میں تو نیکی تھی۔ اس ماحول میں تو

قرآن کریم کی تعلیم تھی

اس ماحول میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عشق کو پیدا کرنے کا چرچا تھا۔ اس ماحول میں تو اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا کرنے کے سبق دئے جاتے تھے غرض اغوا کرنے والے اس دینی ماحول سے نکال کر بچوں کو ایک اور گندے ماحول میں لے جاتے اس لئے میرے نزدیک اغوا کے اصل معنے یہ ہیں کہ انسان کو ایسے ماحول سے محروم کر دیا جائے، جس ماحول میں وہ اور اس سے تعلق رکھنے والے تربیت حاصل کرنا یا تربیت دینا چاہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں کے خلاف بھی اسی قسم کا منصوبہ بنایا گیا۔ چنانچہ

صلح حدیبیہ میں

یہ شرط رکھ دی گئی کہ مکہ میں جو آدمی مسلمان ہو گا وہ مدینے میں نہیں جا سکے گا۔ یعنی ایسے مسلمان کو اس تربیت سے محروم کر دیا گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہ کر وہ حاصل کر سکتا تھا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا۔ یہ واقعی ایسا عجیب فریب تھا کہ حضرت عمرؓ جیسے صاحبِ فراست بھی ڈگمگا گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا تھا کہ مخالفین مختلف قسم کی "کید" کرتے ہیں۔ انہیں ایسا کرنے دو تم اس کی فکر نہ کرو اس سے تمہیں انجام کار فائدہ پہنچے گا۔ یعنی ان کی اس "کید" یعنی سازش کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ جو "کید"، یعنی تدبیر کرے گا وہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے گی۔

غرض

کفارِ مکہ نے

اغوا کا منصوبہ بنایا اور اس طرح بیسیوں مسلمانوں کو اس تربیت سے محروم کیا جسے وہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ یا اس تربیت سے محروم کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہؓ کو اپنے پروں کے نیچے رکھ کر دینا چاہتے تھے۔ اور یہی اغوا ہے غرض مسلمانوں کے خلاف ایک اس قسم کے اغوا کا منصوبہ بنایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اغوا کا یہ منصوبہ بناؤ ہم اسے ناکام بنا دیں گے۔ البتہ جس طرح اغوا کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ جو قادر و توانا ہے اس کا کوئی جلوہ (REPEAT) (ری پیٹ) نہیں ہوتا (یعنی دہرایا نہیں جاتا) یعنی اس میں (MONOTANY) (مونوٹنی اکتا دینے والی یکسانیت) نہیں پیدا ہوتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جلوے

کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ

کی رو سے کبھی ایک شکل میں اور کبھی دوسری شکل میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ کفار کے اس اغوا کے منصوبہ کے خلاف اللہ تعالیٰ تدبیر کرتا رہا اور ان کو اس منصوبے میں ناکام بناتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہا اور جب تک ایک مومن یا مسلمان کو اسلام پر قائم رہنے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق ملتی رہتی ہے یا جن کو ملتی ہے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کرتا ہے جیسا کہ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ سے کیا تھا۔

کفار کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے ماننے والوں کے خلاف دوسری "کید" (یعنی تدبیر یا سازش) یہ تھی کہ وہ مسلمانوں کو دھوکے سے قتل کر دیتے تھے۔ اب دھوکے سے قتل کر دینا کئی شکلوں کا ہوتا ہے مثلاً ایک یہ کہ پیٹھ کی طرف سے آکر پیچھے سے چھرا گھونپ دینا یہ بھی۔

دھوکے کا قتل

ہے اور دین سیکھنے کا بہانہ بنا کر ستر حفاظ کو لے جانا اور وہاں ان کو شہید کر دینا یہ بھی دھوکے کا قتل ہے یا مثلاً ۱۹۴۷ء میں ہندو اور سکھ مسلمانوں کی ریل گاڑیوں کو پٹڑیوں سے نیچے اتار دیتے تھے یہ بھی دھوکے کا قتل ہے۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے خلاف دھوکے سے قتل کرنے کی بھی سازش ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اگر ایک مسلمان

دھوکے سے

قتل ہوا تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ نے اس جیسے ہزاروں مسلمان دے دیئے مثلاً یہ حفاظ کا قتل ہے یہ ستر آدمیوں کا قتل نہیں بلکہ ستر حفاظ کا قتل ہے ان کے بدلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے آدمی ملنے چاہیئے تھے۔ جنہیں قرآن کریم حفظ ہوتا تبھی تو ان کی سازش ناکام ہوتی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار مسلمانوں کو قرآن کریم حفظ کرنے کی توفیق بخشی چھوٹی چھوٹی فوجیں باہر جاتی تھیں اور ان کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں حفاظ ہوتے تھے (اب مشکل پڑ گئی ہے کیونکہ لوگوں نے قرآن کریم سے وہ پیار نہیں کیا ہماری جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک رو شروع ہوئی ہے) جس کا مطلب یہ ہے کہ بڑی کثرت سے لوگ قرآن کریم حفظ کرتے تھے اور اگر کسی کو پورا قرآن کریم حفظ نہیں تھا تو بڑی بڑی سورتیں اور کئی کئی سپارے یاد ہوتے تھے حتیٰ کہ چھوٹے بچوں کو بھی بہت سی سورتیں یاد ہوتی تھیں (ہمارے گھروں میں بھی اس کا شوق پیدا کرنا چاہیئے دس پندرہ سال کے بچوں کو آخری سپارے کی چھوٹی چھوٹی سورتیں ضرور یاد کروا دینی چاہئیں)

پس کفار نے دھوکہ دہی سے قرآن کریم کے حفاظ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اور اس طرح اسلام کو ستر حفاظ سے محروم کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے یہ زندگی تو ہے ہی عارضی کوئی آدمی بستر پر مرجاتا ہے اور کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاتا ہے تم نے اسلام کو ایسے ستر مخلصین سے محروم کیا تھا جنہیں قرآن کریم زبانی یاد تھا۔ اور اس وقت تو مسلمانوں کی تعداد بھی تھوڑی تھی۔ حفاظ کے قتل کا یہ واقعہ سن چار ہجری کا تھا۔

فتح مکہ کے موقعہ پر

مسلمان مردوں کی تعداد دس ہزار تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت یافتہ تھے تو چار ہجری میں تو بہت ہی کم ہوں گے اور اس وقت حافظ قرآن بہت تھوڑے تھے ان میں سے کفار نے اپنی طرف سے بہت سارے شہید کر دیئے لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکھوں کی تعداد میں حفاظ دیئے اور اب تک دیتا چلا آیا ہے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی اور فیض رساں زندگی چند سالوں میں ختم نہیں ہوئی۔ آپؐ کو ابدی زندگی عطا ہوئی ہے آپ کے روحانی فیوض کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس واسطے جب میں آپؐ کی زندگی کا ذکر کرتا ہوں تو اس سے دونوں طرف اشارہ ہو سکتا ہے یعنی آپؐ کے اپنے زمانہ میں بھی اور بعد میں اب تک آپؐ کے روحانی فیوض جاری و ساری ہیں چنانچہ اس عرصہ میں کروڑوں مسلمانوں کو قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت ملی جس سے مخالفین کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ انہوں نے تو یہ سوچا ہوگا کہ اس طرح بھی اسلام کو ضرب لگے گی یعنی اگر کوئی سارے مذہبی علماء کو قتل کرنا چاہے تو اس کی خواہش تو یہی ہوگی کہ علم دین اسلام جاننے والے باقی نہ رہیں۔ تو حفاظ کے اس قتل میں بھی ایک خیال یہی کارفرما تھا۔ کہ قرآن کریم کو زبانی یاد رکھنے والے باقی نہ رہیں اور اس طرح اسلام کے اندر کمزوری پیدا ہو جائے بعد میں اور کئی خرابیاں بھی پیدا ہو سکتی تھیں لیکن قرآن کریم کو نازل کرنے والے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والے قادر و توانا خدا نے فرمایا کہ نہیں! میں تمہارا یہ منصوبہ خاک میں ملا دوں۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ اس میں ہر قسم کا دھوکا ہو سکتا ہے پیچھے سے چھرا بھی گھونپا جا سکتا ہے جس طرح دھوکے سے لے جا کر حفاظ کو قتل کیا تھا اس طرح بھی قتل کیا جا سکتا ہے ۱۹۴۷ء میں جس طرح سکھوں اور ہندوؤں نے ریلوں کو پٹڑیوں سے اتار دیا تھا۔ جن میں مسلمان آ رہے تھے وہ بھی ایک دھوکے کا قتل ہے لیکن دھوکے سے قتل کرنا اصولی طور پر ایک عنوان ہے جس کے نیچے کفار کے بہت سارے اعمال آجاتے ہیں کبھی وہ ایک قسم کا دھوکہ کرتے تھے کبھی دوسری قسم کا دھوکا کرتے تھے۔ مگر جب بھی وہ دھوکا کرتے تھے خدا تعالیٰ اپنی ایک نئی اور نرالی شان کے ساتھ ظاہر ہوتا تھا اور ان کے ناپاک منصوبے کو ناکام بنا دیتا تھا۔

عجیب تھا وہ انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عجیب تھے وہ لوگ (رضی اللہ عنہم) جو اس سے پیار کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ پر اور آپؐ کے صحابہؓ پر بے شمار رحمتیں اور برکات نازل فرمائے خدا فرماتا تھا کہ مخالفین تمہارے خلاف سازشیں کریں گے مگر تم نے صبر کرنا ہے وہ کہتے تھے کہ اے خدا! کوئی ہمارے خلاف جو مرضی ہے سازش کرتا رہے ہم تیری راہ میں ثباتِ قدم دکھائیں گے اور صبر سے کام لیں گے اے ہمارے رب! ہم جانتے ہیں کہ تو ہمارے لئے کافی ہے تیرے سوا ہمیں کسی اور کی احتیاج نہیں ہے ہمیں یہ بھی پتہ ہے کہ یہ بیوقوف ہیں یہ سمجھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز بھی ہے۔ اور انتقام کی قدرت بھی رکھتا ہے۔

ایک اور مکرر سازش جو مسلمانوں کے خلاف کی گئی۔ جو دین کے نام پر جمع ہو کر بقول خود ان بے دینوں کو ہلاک کرنے کی سازش تھی۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں کو پہلے سے یہ بتا دیا تھا کہ کفار یہ سازش کریں گے لیکن ناکام ہوں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (القمر آیت ۴۶)

الٰہی سلسلوں کے ساتھ ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے یہاں تک کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا الٰہی سلسلہ جو پہلے تمام الٰہی سلسلوں سے مختلف بھی ہے اور وسیع بھی ہے اور بہت ارفع اور اعلیٰ بھی ہے کیونکہ انسانیت اپنے ارتقائی ادوار میں سے گزرتی ہوئی اپنی بلندیوں تک پہنچ چکی تھی اس سلسلہ میں خدا کی طرف بلانے والے صابی کہلانے لگے۔ یعنی بے دین سمجھے جانے لگے۔ اور یہ کفارِ مکہ جو بت پرست تھے اور یہودی جو تورات کے حامل تھے غم خویش دیندار بن گئے اور پھر یہ سارے نام نہاد دیندار۔ بے دینوں کو نعوذ باللہ ہلاک کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ یعنی یہ بھی انہوں نے ایک منصوبہ بنایا تھا۔ کہ دین کے نام پر اکٹھے ہو کر سب نے اسلام کے خلاف منصوبہ بنا لیا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ

یہ سارے بے دین ـــــ دین کے نام پر اکٹھے ہو گئے اور وہ جو خدا کے عاجز بندے تھے۔ ان کو بے دین قرار دے کر انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے تم کوشش کرو یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات سے نہیں روکا کہ وہ اکٹھے نہ ہوں بلکہ انہیں اکٹھا ہونے دیا اور مہلت بھی دی کہ تم اکٹھے ہو کر سوچو اور منصوبہ بناؤ اور پھر حملہ کرو اور مدینے کو گھیرے میں لے لو۔ مگر وہ خدائے قادر و توانا جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ آسمانوں اور زمین کے ہر پہلو سے یہ نظارہ دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ جب میری گرفت آگئی تو اس سے کیسے بچ کر جاؤ گے؟ چنانچہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منصوبہ بنایا اور آپؐ کی مخالفت میں وہ سب اکٹھے ہو گئے۔ یہود بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ باہر سے بہت سے قبائل بھی ساتھ مل گئے سردارانِ مکہ جو اپنے آپ کو سارے عرب کا سردار سمجھتے تھے وہ اب مسلمانوں کے خلاف اس متحدہ کمان کے سردار بن گئے۔ اور انہوں نے مدینے کو گھیرے میں لے لیا ہے مسلمانوں کی بظاہر بڑی نازک حالت ہے (اگر تمثیلی زبان میں یہ الفاظ بول دیئے جائیں تو میں کہوں گا کہ) اللہ تعالیٰ آسمانوں پر مسکرا رہا تھا۔ کہ میرے بندوں کو تم ہلاک کرو گے؟ میں نے تمہیں نام نہاد دین پر جمع ہونے کی اجازت تو دے دی ہے لیکن وہ جو میرے حقیقی بندے ہیں اور جنہیں قرآن کریم کی شکل میں ایک کامل اور مکمل دین عطا کیا گیا ہے تم ان کی آواز کو نہیں مٹا سکو گے چنانچہ مسلمانوں کے ہاتھوں کفار کو سزا دلوانے اور عذاب کا مزہ چکھانے کی بجائے ایک رات ان پر اللہ تعالیٰ کے غضب کا ایک ہی کوڑا پڑا اور وہ سارا مجمع منتشر ہو گیا۔

غرض الٰہی سلسلوں کے خلاف ایک منصوبہ یہ بنایا جاتا ہے کہ دین کے نام پر سب بے دین اکٹھے ہو جاتے ہیں خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ مگر دنیا سمجھتی ہے کہ وہ خاموش ہے حالانکہ وہ خاموش نہیں ہوتا۔ وہ کہتا ہے میں انکو ڈھیل دیتا جاتا ہوں تاکہ ان کا منصوبہ تیار ہو جائے یہ مشورے کر لیں ان کا اکٹھ ہو جائے اور پھر سامان اکٹھا کر لیں اور اپنی تدبیروں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سردار مقرر کر دیں پھر کوچ کریں اور بالآخر مدینے کو گھیرے میں لے لیں اور سمجھیں کہ وہ کامیاب ہو گئے ہیں چنانچہ اپنی اس تدبیر یا منصوبے کی بناء پر کفار نے مدینے کو آکر گھیر لیا خدا نے فرمایا یہاں تک تو تمہیں اجازت ہے لیکن اس سے آگے میں تمہیں اجازت نہیں دوں گا کیونکہ میں غالب اور انتقام لینے والا ہوں۔ تمہیں یہ کہا گیا تھا کہ خدا کے نام پر خدا کی طرف بلانے والے کی آواز سنو اور اس کے پیچھے چلو مگر تم نے ایسا نہیں کیا اب جس خدا کی طرف تمہیں بلایا جا رہا تھا وہ غالب اور انتقام لینے والا ہے اب وہ اس صفت یا ان صفات کے جلوے دکھا کر تمہیں یہ بتائے گا کہ میرے اس منادی کی آواز حق و صداقت پر مبنی تھی۔ یہ آواز اس کے اپنے دل کی آواز نہیں تھی یہ آواز کسی منصوبے کے نتیجہ میں بلند نہیں ہوئی تھی۔ یہ شیطان کی آواز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں تھی بلکہ یہ آواز خدائے واحد و یگانہ کی آواز تھی جو خدا کے محبوب کی زبان سے نکلی تھی اور یہی آواز غالب آئے گی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے ماننے والوں کو کہا کہ انہوں نے منصوبے بنائے بناتے رہیں اور ایک دوسری جگہ فرمایا کہ صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو ان کا "کید" (وہاں بھی کید کا لفظ استعمال فرمایا ہے) یعنی ان کا مکر اور ان کی سازش کامیاب نہیں ہوگی چنانچہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر اور تقویٰ کی جو ہدایت دی گئی تھی انہوں نے اس ذریعہ سے خدا کی محبت کو پایا۔ اور خدا کے انتقام کو جوش دلایا۔ اگر مسلمان خود آگے سے جواب دیتے تو خدا تعالیٰ کہتا تم سمجھتے ہو کہ ان کا مقابلہ کرنے کی تمہارے اندر طاقت ہے تو پھر جاؤ ان سے لڑو مگر مسلمانوں نے کہا۔ اے ہمارے خدا! ہمارے اندر کوئی طاقت نہیں ہے یہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ہم تیری اجازت کے بغیر ان کے خلاف ایک تنکا بھی نہیں اٹھائیں گے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار اٹھائی۔ اس سے پہلے تو مسلمانوں نے تلوار نہیں پکڑی۔ جب خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میری طرف سے اجازت ہے تو مسلمان اپنی ٹوٹی ہوئی تلواروں کے ساتھ میدان میں نکل کھڑے ہوئے بعض دفعہ تو ان کی لکڑی کی تلواریں ہوتی تھیں بعض دفعہ تلواروں کے مقابلے میں سوٹیاں حتیٰ کہ خیموں کے ڈنڈے استعمال کرنے پڑے یرموک کی جنگ میں مسلمانوں نے ایک موقعہ پر خیموں کے ڈنڈے استعمال کئے اور مدینہ میں بھی کئے غرض دشمن کی تلواروں کے مقابلے میں یہ چیزیں استعمال ہوتی تھیں۔ اب جو شخص ایک تنکا لے کر ایک پہاڑ کا مقابلہ کرتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ وہی جیتے گا۔ اس شخص پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ اس نے اپنے تنکے پر بھروسہ کیا اور اپنے خدا پر بھروسہ نہیں کیا کیونکہ تنکے اور پہاڑ کا آپس میں کوئی مقابلہ ہی نہیں۔

پس تدبیر کی دنیا میں مخالفین کو تھوڑی سی تدبیر کرنے کی اجازت دے دی ادھر مسلمانوں نے فرمایا کہ تمہاری تلواریں کسی کام کی نہیں ہیں میری طاقت آئے گی آسمان سے میرے فرشتے نازل ہوں گے اور وہ تمہارے مخالفین کو ہلاک اور تمہاری حفاظت کریں گے۔

پس مخالفین کا ایک منصوبہ بقول ان کے دین کے نام پر جمع ہو کر جو حقیقی دیندار ہے اسے بیدین کہہ کر ہلاک کرنے کا ہے اور چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ابدی زندگی عطا کی ہے اس لئے قیامت تک اس قسم کے منصوبے ہوتے رہیں گے۔ لیکن میں اس وقت ان کا ذکر نہیں کروں گا میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی کے واقعات بتا رہا ہوں۔ چنانچہ آپؐ کے زمانہ میں سارے بے دین آپ کے خلاف اکٹھے ہو گئے۔ یعنی حیرت ہوتی ہے کہ مکہ کے بت پرست اور تورات کے حامل یہودیوں کا دین تو ٹھیک ہو گیا اور انہوں نے اپنے آپ کو صداقت پر سمجھ لیا لیکن وہ جو خدائے واحد و یگانہ کی طرف لوگوں کو بلاتا تھا۔ وہ جس کے حق میں خانہ کعبہ کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بشارت دی تھی اور تورات کے حامل حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیشگوئی کی تھی۔ وہ بے دین ہو گیا اور یہ بت پرست اور یہودی اکٹھے ہو کر دیندار بن بیٹھے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ میں ان کو مہلت دوں گا کہ یہ اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچائیں اور مسلمانوں سے فرمایا میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم جتنی میں کہوں اتنی تدبیر کرو۔ تم دعا کرو۔ تم صبر سے کام لو۔ تم اشتعال نہ دلاؤ۔ تم گالی کے مقابلے میں گالی نہ دو بلکہ دعائیں دو کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی نمونہ تھا۔ تم معاف کرو البتہ انتقام لینے اور معاف کرنے کی جو صفت ہے اصل میں یہ دونوں حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی ان صفات کے جلوے جس حد تک اپنے بندوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اس حد تک ان صفات کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

یہی فرق ہے اللہ تعالیٰ کی تشبیہی صفات اور بندوں کی صفات میں مثلاً اللہ تعالیٰ غالب ہے اور مسلمانوں کو بھی اس نے غلبہ بخشا ہے۔ لیکن اس صفتِ عزیز میں پھر بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے بندے میں اس جھلک کا اور خدا کی اصل صفات کا مثلاً۔ جو سورج کی روشنی ہے۔ اس کا ایک چھوٹے سے آئینہ میں جو عکس پڑ رہا ہے۔ اس عکس کا اصل روشنی کے ساتھ کوئی مقابلہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔

اس واسطے ہمارے لئے یہ از حد ضروری ہے کہ توحید خالص کے قیام کے لئے دیں پھر اپنے پہلے پوائنٹ کی طرف عود کرتا ہوں) ہم نہ خدا تعالیٰ کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں کسی کو شریک قرار دیں۔ البتہ اس نے ہمیں یہ فرمایا ہے کہ میری صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ لیکن اس کے ساتھ اس نے ہمیں یہ بھی فرمایا ہے کہ جتنا مرضی چاہو رنگ چڑھا لو تم میرے شریک نہیں بن سکتے۔ حد بندی مقرر ہے۔ مثلاً اس نے فرمایا ہے کہ ہر چیز میری نظر میں ہے۔ میں ہر چیز کو دیکھتا ہوں لیکن اللہ کی نظر اور بندے کی نظر میں بڑا فرق ہے۔ انسان کی نظر محدود ہے۔ انسانی آنکھ روشنی کی محتاج ہے لیکن خدا تعالیٰ کی قوتِ دید کسی روشنی کی محتاج نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ خود روشنی ہے۔ وہ تو تمام جہانوں کا نور ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انتقام کی صفت کا جب وقت آئے گا میں اسکا جلوہ دکھاؤں گا۔ تم بھی اس کا رنگ اپنے اندر پیدا کرو۔ لیکن ابتدائی زمانہ تو بالکل اور بعد میں بہت حد تک تمہارے اندر عفو کی صفت کے جلوے نظر آنے چاہئیں۔ انتقام لینے کا جب موقع پیدا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی اجازت دے دے گا۔ مسلمان بھی عجیب قوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے درخت کاٹنے کی اجازت دیدی شاید نو درخت کاٹے گئے تھے اور یہ کوئی بات نہیں۔ یہاں ایک جا نکلی جا کر نو نو دس دس درخت کاٹ دیتا ہے اور اسے اسکا کوئی احساس ہی نہیں ہوتا۔ لیکن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے عجیب دل و دماغ دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ یہ میرے بندے مجھ میں فنا ہیں۔ یہ میری اجازت کے بغیر کچھ نہیں کرتے میں نے کہا ہوا ہے کہ درختوں کو نہیں کاٹنا چاہیئے کیونکہ اگر اس کا رسم و رواج پڑ جائے تو اس سے بنی نوع انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس واسطے جہاں ضرورت پڑی وہاں یہ کہہ دیا کہ میری طرف سے اجازت ہے چنانچہ حدیثوں کی بجائے خود قرآن کریم میں اس کا ذکر فرما کر اسے بنیادی اصول بنا دیا۔

غرض فرمایا کہ تم نے انتقام نہیں لینا میں خود انتقام لوں گا چنانچہ جب یہ سارے اپنی ناسمجھی اور جہالت کے نتیجہ میں "بے دینوں" (جو کہ حقیقی دین کے حامل تھے) کے خلاف جمع ہوئے تو خدا نے فرمایا تم نے انتقام نہیں لینا میں نے قرآن عظیم میں یہ کہا تھا۔

اکیدُ کیدًا

آج میں دنیا کے سامنے تمہارے ذریعہ سے اپنی اس تدبیر کا مظاہرہ کرنے لگا ہوں جس میں تمہارے ہاتھ کا کوئی دخل نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اجتماع جو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے نتیجہ میں عمل میں آیا تھا وہ کسی انسانی دخل کے بغیر راتوں رات غائب ہو گیا۔ مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں لگا۔ صبح اٹھے تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ خدا تعالیٰ نے "کل یوم فی شان" کی رو سے اپنی ایسی تقدیر چلائی کہ وہ خود ہی بھاگ گئے۔

آپ اس پر بھی غور کریں کہ ایک ہی قسم کی چیزیں ہوتی ہیں۔ انسان دعا کرتا ہے ایک وقت میں اللہ تعالیٰ کی ایک شان نظر آتی ہے۔ دوسرے وقت میں اس کی ایک اور شان نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ کے دین کا مخالف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک کروڑوں دفعہ شکست کھا چکا اور پتہ نہیں ابھی کتنی دفعہ اس کو شکست ملے گی۔ لیکن ان کروڑوں موقعوں پر بنی نوع انسان نے اللہ تعالیٰ کے کروڑوں نئے جلوے دیکھے کوئی جلوہ (REPEAT) (ری پیٹ) نہیں ہوا۔ اسی واسطے قرآن کریم میں گزشتہ انبیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک نبی کے مخالفین کے متعلق ہم نے یہ عذاب نازل کیا۔ دوسرے نبی کے نہ ماننے والوں پر یہ عذاب نازل کیا اور تیسرے نبی کے مخالفین کسی اور قسم کے عذاب کے مورد بنے اور اس طرح اصولی طور پر بتا دیا کہ ہم منکرین انبیاء کو مختلف عذابوں کے ذریعہ پکڑتے ہیں پس ایک یہ تدبیر کی جاتی ہے کہ سارے اکٹھے ہو کر الٰہی سلسلے کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ہلاک نہیں کر سکتے۔

ایک اور تدبیر انھم یکیدون کیدًا کی رو سے تاریخی لحاظ سے ہمیں جو نظر آتی آتی ہے وہ کھانے میں زہر دے کر مارنا ہے۔ ایک تو دھوکے سے مارنا ہے اسے اسکا حصہ بھی بنا سکتے ہیں اور اسے ایک مستقل حیثیت بھی دے سکتے ہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں زہر ملا کر قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی یہ ۶۲۸ء کا واقعہ ہے۔ یہودیوں نے بھنا ہوا گوشت پیش کیا تھا اور اس میں زہر ملا ہوا تھا۔ اس کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔

بہرحال کفار کا ایک قسم کا منصوبہ یہ تھا کہ کھانے میں زہر ملاؤ اور اس طرح مسلمانوں کو قتل کرو۔ یہ بھی ویسے دھوکے دہی کی ایک شکل بن جاتی ہے۔ لیکن چونکہ

یہ بڑی اہم چیز ہے

اس واسطے میں نے اس کو علیحدہ رکھا ہے۔ تو گویا زہر دے کر مارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن وہ قوم جو اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی طرح اس کی ذات اور صفات کی معرفت رکھنے والی ہے وہ اس ناپاک سازش سے محفوظ رہتی ہے اس وقت صحابہ رضوان اللہ علیہم کے خلاف کتنی سازشیں کی گئی ہوں گی۔ بعض تو ظاہر ہو گئی تھیں۔ بعض اندر ہی اندر ناکام ہو گئیں وہ ظاہر بھی نہیں ہوئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو اس قسم کی زہریلی سازشوں سے محفوظ رکھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی زندگی کے طفیل اللہ تعالیٰ قیامت تک آپ کے سچے متبعین کو اس قسم کی سازشوں سے محفوظ رکھے گا۔

پس ایک سچے مسلمان سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ تمہارے خلاف سازشیں تو کی جائیں گی اور میں ان سازشوں کو تکمیل تک پہنچانے کی اجازت بھی دے دوں گا لیکن ان سازشوں کا وہ نتیجہ نہیں نکلنے دوں گا جو مخالفین چاہتے ہیں کہ نکلے۔ "وفرمایا اکیدُ کیدًا" اس وقت میں اپنا منصوبہ جاری کروں گا۔ اس وقت میری صفاتِ حسنہ کا ملہ تمہارے حق میں کبھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رعب کی شکل میں ظاہر ہوں گی۔ کبھی تمہارے وجود میں دنیا میرے حسن کا جلوہ دیکھے گی تمہارے وجود میں میرا حسن چمکے گا اور اس طرح تم دنیا کے ایک حصے کو اپنی طرف کھینچ لو گے اور ان کے دلوں میں اپنا پیار پیدا کر لو گے۔ ابھی وہ تم میں شامل نہیں ہوئے ہوں گے۔ لیکن وہ تمہارے ممد و معاون بن جائیں گے اور کبھی تمہارے نفسوں میں احسان کے جلوے دکھاؤں گا۔ اب کسی کو اللہ تعالیٰ کے

حسن اور احسان کے جلوے

دکھانا یہ انسان کی طاقت میں نہیں ہے جب تک اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت نہ دے وہ دوسرے سے حسن و احسان کا سلوک کر ہی نہیں سکتا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کتنے ہی منصوبے کئے گئے میں نے ان کی چند مثالیں دی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے عنوان باندھ کر ایک آدھ مثال بھی دے دی ہے۔ غرض آپ کے خلاف منکرین اسلام نے بے شمار منصوبے کئے لیکن آپ کو بتایا گیا تھا کہ منصوبے ہوں گے اور نتیجہ نکلنے تک کامیاب ہوں گے۔ یعنی نتیجہ نکلنے تک کا جو حصہ ہے اس میں کامیاب ہوں گے جب اس حد تک منصوبہ کامیاب ہو جائے گا تو دنیا کی عقل یہ کہے گی کہ اس منصوبے کا یہ نتیجہ نکلنا چاہیئے اس وقت خدا تعالیٰ کی شہادت یہ ہو گی کہ میرے بندوں کے خلاف ایک کامل منصوبے کا بھی وہ نتیجہ نہیں نکلے گا جو دنیا کے معیار کے مطابق نکلا کرتا ہے اور میں اپنے بندوں کی حفاظت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے اس سلوک کا یہ سلسلہ اس طرح چل رہا ہے البتہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام کے خلاف بے حد منصوبے ہوئے۔ پہلے دنیائے عرب اور پھر کسریٰ اور قیصر مسلمانوں کے مخالف ہو گئے۔ ان کی ہزاروں لاکھوں کی فوج تھی۔ ان کی فوج کے جرنیل کہتے تھے کہ شام سے پہلے اسلامی فوج کا صفایا کر کے رکھ دیں گے سمان ہماری طرف پھر نگاہ اٹھا کر دیکھنے کے قابل نہیں ہو سکے۔ یہ ارادے تھے ان کے اور یہ منصوبے تھے ان کے۔ یہ تدبیر تھی ان کی اور یہ سازش تھی ان کی کہ مسلمانوں کا صفایا کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے تم نے بڑے منصوبے بنا رکھے ہیں۔ سامان تمہارے پاس ہیں ذرا ان سامانوں کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کر کے تو دیکھو۔ بہرحال ان تمام تر تکلیف دہ منصوبوں اور ان تمام سازشوں نے مسلمانوں کے چہروں سے نہ مسکراہٹیں چھینیں اور نہ ان کی قوتِ احسان کو چھینا۔ مثلاً

حضرت خالدؓ بن ولید

اٹھارہ ہزار فوج سے کر کسریٰ کی لاکھوں کی فوج کے مقابلے میں چلے گئے تھے۔ انہوں نے کسریٰ کو اپنے پہلے خط میں لکھا میں تمہیں اس بات سے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ جانثار سپاہی جو تمہارے مقابلے پر آئے ہیں وہ موتوں سے اس سے زیادہ پیار کرتے ہیں جتنا تم اپنی زندگیوں سے پیار کرتے ہو چنانچہ ان کے چہرے مسکرا رہے تھے۔ موت انکے سامنے کھڑی تھی لیکن موت کا یہ احساس ان کی مسکراہٹ نہیں چھین سکا۔ مگر مخالفینِ اسلام کی زندگی کی محبت اور پیار ان کو موت سے بچا نہیں سکا۔ غرض ساری دنیا اکٹھی ہو کر بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں سے مسکراہٹیں نہیں چھین سکی۔ کیونکہ ساری دنیا نے ظلم ڈھانے کی کوشش کی لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین سے قوتِ احسان نہیں چھینی گئی۔

ہم اب تھوڑے سے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے فیضان کے جلوے ہماری زندگیوں میں بھی نظر آ رہے ہیں۔ .....

..... اللہ تعالیٰ نے ہمیں جتنی طاقت دے رکھی ہے اس کے مطابق ہم ہر شخص سے احسان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور

یہ ایک حقیقت ہے

کہ اللہ تعالیٰ جس کو قوتِ احسان عطا کرتا ہے اُسے وہ ایک ایسی عظیم تلوار دیتا ہے (اگر مادی رنگ میں مثال دینی ہو) جس کے ٹوٹنے کا کوئی خطرہ نہیں اور جس کی دھار کے کند ہونے کا کوئی ڈر نہیں۔

بس مسکراتے اور ہنستے ہوئے دنیا کے سامنے منصوبوں کی خار دار جھاڑیوں کے درمیان سے اپنے نرم راستے کے اوپر آگے بڑھتے چلے جاؤ۔ اور قوتِ احسان ایک عجیب نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ قوت عطا کی ہے اس قوت کے استعمال میں اپنے اور بیگانے میں فرق نہ کرو۔ خدا کے ہر بندے سے وہ پیار کرو جس پیار کا اُس نے اپنے بندے کو مستحق قرار دیا ہے۔ اور اپنے آپ کو کسی سے اونچا اور برتر نہ سمجھو خواہ وہ صبح سے شام تک تمہیں گالیاں دینے والا ہو۔ تم نہیں جانتے کہ کل کو اللہ تعالیٰ اسے نہ صرف ایمان کی توفیق دے بلکہ تم سے زیادہ مقبول عمل کرنے کی بھی توفیق دے کل کا تمہیں علم نہیں اور آج پر اترانے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔

بس ..... پیار کا برتاؤ اور احسان کا معاملہ کرو اسے بھی اپنے وجود میں

اللہ تعالیٰ کے حسن کے نظارے

دکھاؤ۔ جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غلبۂ اسلام کے خلاف سارے منصوبے ناکام ہوئے اور فتح مکہ کے موقع پر یہ عظیم نعرہ لگایا گیا (اور پھر بعد میں ہمیشہ ہی آج تک لگایا جاتا رہا ہے) اور وہ یہ ہے کہ جب مخالفین کو اصلاح کا موقع ملا تو فرمایا

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

آج تمہارے ہر قسم کے پچھلے گناہ معاف۔ خدا تمہیں آئندہ نیکیوں پر قائم رکھے پس تم دنیا کے محسن کی حیثیت سے دنیا کے خادم بنائے گئے ہو اس لئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیار کرنے کا دعویٰ بھی رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیار کرنے کی توفیق بھی عطا کی ہے۔ اکثر کو الا ماشاء اللہ کمزور اور منافق بھی ہوتے ہیں لیکن وہ تو کسی لحاظ سے بھی کسی شمار میں نہیں ہوتے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے تمہیں جس عظیم عطا سے نوازا ہے۔ اس کی قدر کرو اور دنیا کے دل اس عظیم عطا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنے کی کوشش کرو۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (اللّٰھم آمین)

(الفضل ۴ جولائی ۱۹۷۱ء)

"قاب قوسین بھی تیری اک شان ہے"

عالمِ قدسیاں تجھ پہ قربان ہے
مصطفیٰ مجتبیٰ تیری کیا شان ہے

تو ہی ہے وجہ تخلیقِ کل کائنات
سب سے اعلیٰ و افضل تیری شان ہے

تیری پرواز تا سدرۃ المنتہیٰ
قاب قوسین بھی تیری اک شان ہے

تجھ کو کامل شریعت عطا کی گئی
تجھ پہ نازل ہوا پیارا قرآن ہے

لیلۃ القدر جس کے وسیلے ملے
رحمتوں کا مہینہ وہ رمضان ہے

تیرے گن گائے گا کو بہ کو سو بہ سو
طاہر خستہ میں جب تلک جان ہے

(منیر مبشر احمد طاہر آف پسرور ضلع سیالکوٹ حال ربوہ)

آنحضرتؐ کی تعلیم کی عظمت و تاثیر

"وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرت مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا۔ کہ جس کی حالت موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادیٔ آسمانی کی اشد محتاج تھی۔ اور جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی اور ان تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی۔ اور لاکھوں سینوں پر لا الٰہ الا اللہ کا نقش جما دیا۔ اور جو نبوت کی علتِ غائی ہوتی ہے یعنی تعلیم اصولِ نجات کی اُس کو ایسا کمال تک پہنچا دیا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا"

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۲۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ساری دُنیا سے حسیں تم ہو

محمد مصطفیٰؐ ہو نُورِ ربّ العالمیں تم ہو
تمہیں خیرالرسل خیرالبشر، روشن جبیں تم ہو
تمہیں ہو سیّدِ ابرار ختم المرسلیں تم ہو
تمہیں ہو ظلِّ رحماں ساری دنیا سے حسیں تم ہو
تمہیں مہرِ رسالت ہو تمہیں ماہِ نبوّت ہو
تمہیں خیرالوریٰ ہو، ہادیٔ دنیا و دیں تم ہو
تمہیں ہو جلوۂ حسنِ ازل اے آقا و مولا
تمہیں ہو رحمتِ حق، رحمتٌ للعالمیں تم ہو
تمہیں نورِ مبیں ہو کاشفِ اسرارِ روحانی
تمہیں خیرالوریٰ، گنج سعادت کے امیں تم ہو
تمہیں ہو مخزنِ رحمت تمہیں ہو مصدرِ حکمت
تمہیں نُورِ مجسّم، افتخار اوّلیں تم ہو
تمہیں ہو موجبِ تسکینِ دِل محبوبِ سُبحانی
تمہیں ہو ظلِّ رحماں، دارُوئے جانِ حزیں تم ہو
تمہیں ہو نُور کے عنواں تمہیں ہو مشعلِ عرفاں
تمہیں ہو مظہرِ انوارِ حق، نُور الامیں تم ہو
تمہیں ہو مژدۂ امن و سلامت قلزمِ شفقت
تمہیں فخرِ ملائک، قبلہ گاہِ مرسلیں تم ہو
تمہیں آئینۂ قدرت نما ہو نُور کے مظہر
اُمیدِ مغفرت تم ہو شفیع المذنبیں تم ہو
تمہیں صبحِ ازل کے مطلعِ انوار ہو آقا
خدائے لامکاں کے عرش و کرسی کے مکیں تم ہو
عطا کر دی خدا نے دو جہاں کی تم کو سرداری
رہیں گے تا قیامت فیض تیرے جاری و ساری

(ڈاکٹر مرزا محمد یوسف ایازؔ بدوملہی)

عالمِ کون و مکاں کو جگمگایا آپؐ نے

ہر طرح سے دین کامل کر دکھایا آپؐ نے
ہر زمانے میں نیا جلوہ دکھایا آپؐ نے
ہو گئے منکر اٹھانے سے جسے ارض و سما
اپنے ربّ کی اُس امانت کو اٹھایا آپؐ نے
مل گئیں دشتِ عرب کو کہکشاں کی رفعتیں
قوم کو کوہِ صفا پر جب بلایا آپؐ نے
باعثِ رخشندگیٔ مہر و مہ ہیں آپؐ ہی
عالمِ کون و مکاں کو جگمگایا آپؐ نے
جو بسر کرتے تھے حیوانوں سے بدتر زندگی
اُن کو یکسر با خدا انساں بنایا آپؐ نے
یک بیک کایا پلٹ ڈالی بنی عدنان کی
اور نیا اک حشر برپا کر دکھایا آپؐ نے
تشنہ لب انسانیت تھی آپؐ کے بن جاں بلب
جامِ آبِ زندگی اس کو پلایا آپؐ نے
خاتمِ جملہ رسولاں پیشوائے جنّ و انس
رُتبہ سارے انبیاءؑ سے بڑھ کے پایا آپؐ نے
مظہرِ کامل ہیں ربِّ دو جہاں کے آپؐ ہی
اُس کی ہر خوبی کا مظہر بن دکھایا آپؐ نے
کر کے روشن مشعلیں توحیدِ حق کی چار سُو
شرک کا دنیا سے اندھیارا مٹایا آپؐ نے
شاہکارِ کبریا اے تاجدارِ انبیاءؑ
انبیاءؑ کے صدق کا سکّہ بٹھایا آپؐ نے
المدد! صدیقؔ ہے پھر بحرِ عصیاں میں غریق
پہلے بھی سو بار اس کو بخشوایا آپؐ نے

(محمد صدیق امرتسری سابق مبلغ مغربی افریقہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پندرھویں صدی

کوثرِ نبوی ﷺ کی ایک عظیم تجلّی گاہ

غلبۂ توحید سے متعلّق روح پرور خدائی نوشتے

سنو اب وقتِ توحیدِ اتم ہے
ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد

حضرت سیدۃ النساء فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا نے فرمایا ؎

اذا مات یوماً میّتٌ قلّ ذکرہٗ
وذکرُ ابی مذمّاتٌ واللہ اکثر

(انوار البہیہ از شیخ عباس قمی ترجمہ ص ۳۸۳)

جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کی یاد بھی کم ہوجاتی ہے مگر خدا کی قسم میرے مقدس باپ (رسول مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر مبارک تو پہلے سے بڑھ کر ہو رہا ہے۔ حضرت سیدہ کا یہ شعر آیت اِنّا اعطیناک الکوثر کی نہایت لطیف تفسیر ہے کیونکہ کوثر کے معنے ہیں "الکثیر من کل شیئٍ" ہر چیز کی کثرت۔ ظاہر ہے "من کل شیئٍ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و کمالات اور برکات کا ہر زمانہ میں ہر چیز بھی شامل ہے جس کا نقطہ معراج یہ ہے کہ بالآخر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی خادموں اور چاکروں سے ساری دنیا اسی طرح بھر جائے جس طرح سمندر قطرات سے بھرا ہوتا ہے اسی لئے مفسر اسلام حضرت علامہ فخر الدین رازی نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر میں کوثر کے جو چودہ معانی لکھے ہیں ان میں ایک معنی یہ بھی درج فرمایا ہے

"الکوثر ۔ کثرۃ الاتباع"

کہ اتباع کی کثرت بھی کوثر ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی جیسا کہ خود آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کا نظارہ دکھایا گیا۔ چنانچہ "ترجمان قرآن" حضرت ابن عباس کی روایت ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْماً فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ یَمُرُّ النَّبِیُّ وَمَعَہٗ الرَّجُلُ وَالنَّبِیُّ وَمَعَہٗ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِیُّ وَمَعَہُ الرَّھْطُ وَالنَّبِیُّ وَلَیْسَ مَعَہٗ اَحَدٌ فَرَاَیْتُ سَوَاداً کَثِیْراً سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ یَّکُوْنَ اُمَّتِیْ فَقِیْلَ ھٰذَا مُوْسٰی فِیْ قَوْمِہٖ ثُمَّ قِیْلَ لِیْ اُنْظُرْ فَرَاَیْتُ سَوَاداً کَثِیْراً سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ لِیْ اُنْظُرْ ھٰکَذَا فَرَاَیْتُ سَوَاداً کَثِیْراً سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ لِیْ ھٰؤُلَاءِ اُمَّتُکَ

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(ترجمہ) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تمام امتیں دکھائی گئی ہیں۔ انبیاء باری باری میرے سامنے سے گذرنے شروع ہوئے۔ ایک نبی گذرتا تو اس کے ساتھ ایک ہی شخص ہوتا۔ پھر اور نبی گزرتا تو اس کے ساتھ دو شخص ہوتے۔ اسی طرح ایک اور نبی گزرتا تو اس کے ساتھ ایک جماعت ہوتی۔ اور کوئی نبی (ایسا بھی) گزرتا جس کے ساتھ کوئی ایک شخص بھی نہ ہوتا۔ پھر میں نے ایک انبوہِ کثیر دیکھا جو اُفق تک پھیلا ہوا تھا۔ میں نے امید کی کہ (ہوسکتا ہے) یہ میری اُمت ہو۔ مجھے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں ہیں۔ پھر مجھے کہا گیا دیکھ۔ پس میں نے اُفق تک پھیلا ہوا ایک بہت بڑا انبوہ دیکھا پھر دوبارہ مجھے کہا گیا دیکھ۔ تو میں نے پھر ایک انبوہ کثیر دیکھا جس نے تمام اُفق کو روک رکھا تھا۔ اس پر مجھے بتایا گیا کہ یہ میری اُمت ہیں۔

اُمتِ محمدیہ کی یہ کثرت و برکت کتنی پُرشوکت و عظمت ہوگی؟ اس کی تفصیلات بھی حضرت احدیت جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ کی طرف سے آپ پر کھولی گئیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ:۔

"عَنْ ثَوْبَانَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُہٗ مَازُوِیَ لِیْ مِنْھَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ"

(مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۱۲۷ مترجم)

(ترجمہ) حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹا۔ میں نے اس کے مشرق و مغرب دیکھے

میری امت کی بادشاہت وہاں تک پہنچ جائے گی۔ جس قدر میرے لئے زمین سمیٹی گئی ہے مجھے دو خزانے سرخ و سفید دیئے گئے۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کی نسبت خبر دی کہ اب اس کے ظہور کا وقت آن پہنچا ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں

. . . . . دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محققین خود بخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بتوں اور دیوتاؤں پر فریفتہ تھی بہتوں کو ان میں سے یہ بات سمجھ میں آگئی ہے کہ بُت کچھ چیز نہیں اور گو وہ لوگ ابھی روحانیت سے بے خبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو رسمی طور پر لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ شک نہیں کہ ہزارہا بیہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رسّیاں انہوں نے اپنے گلے سے اتار دی ہیں **اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہوگئے ہیں** میں امید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایت الٰہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکا دے کر سچی اور کامل توحید کے اس دارالامان میں داخل کردے گی جس کے ساتھ کامل محبت اور کامل خوف اور کامل معرفت عطا کی جاتی ہے

؎ ہے دستِ قدرت نما لا الٰہ الا اللہ
ہے دردِ دل کی دوا لا الٰہ الا اللہ
زمیں سے ظلمتِ شرک ایک دم میں ہوگی
ہوا جو جلوہ نما لا الٰہ الا اللہ
بروزِ حشر سبھی تیرا ساتھ چھوڑیں گے
کرے گا ایک وفا لا الٰہ الا اللہ

ہمّت و استقلال

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکی زندگی میں کس قدر مصائب اور مشکلات پیش آئے۔ اگر کوئی اور ہوتا تو قریب تھا کہ خودکشی کرلیتا۔ مگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت و استقلال میں ذرا بھی فرق نہیں آیا یہ قوت اور ہمت معجزہ ہے۔ خدا پر بھروسہ یہ سب سے بڑھ کر یا قوتی ہے۔ اس سے سب خوف اور تکان دور ہوجاتے ہیں"

(الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

بظاہر ناکامی کی آئینہ دار صلح میں فتحِ عظیم پنہاں تھی

مکرم
سعود احمد خانصاحب
ربوہ

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی قرآنی آیت کریمہ اس عظیم فتح کی تصدیق میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۶ھ میں حدیبیہ کے میدان میں بزنگ صلح عطا فرمائی۔ حضور پُر نور کی فراستِ نبویہ تو پہلے ہی اس کو دیکھ رہی تھی اور تاریخ کو بنظرِ عمیق مطالعہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو صلح حدیبیہ میں ہوئی وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نیت کے عین مطابق تھی جس کے ساتھ آپ نے رختِ سفر باندھا اور بسم اللہ مجرٖھا و مرسٰھا کے ساتھ مکہ مکرمہ کا رُخ کیا۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے نزول کے ساتھ آپؐ کے صحابہؓ کو اس وقت تسلی دی جبکہ ان کی اپنی ناسمجھی کی وجہ سے ان کے دل مغموم تھے کہ کفارِ مکہ کے ساتھ ایسی شرائط پر صلح ہوئی تھی جو اہلِ مکہ کی من مانی شرائط تھیں اس لئے بظاہر ان کے حق میں دکھائی دیتی تھیں۔ کسی ایک صحابیؓ کو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر شک نہ ہوا تھا۔ ان کو یہ بات عجیب دکھائی دے رہی تھی کہ جس دشمن نے تین بار مدینہ پر حملہ کیا لیکن ہر بار منہ کی کھا کر لوٹا۔ اب وہ ادھر آکر اپنی شرائط پیش کر رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تسلیم فرما رہے تھے۔ جبکہ صحابہؓ آپؐ کے دستِ مبارک پر اپنی وفاداری اور جاں نثاری کے عہد کی تجدید کر چکے تھے کہ وہ کفارِ مکہ کے اس ظلم کے خلاف کہ افراد کے مطابق انہوں نے مسلمانوں کے سفیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تھا، مکہ والوں سے لڑیں گے اور نہیں پیچھے ہٹیں گے جب تک مکہ فتح نہ کر لیں تاکہ یہ قضیہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے کہ آیا مسلمان حج کر سکتے ہیں یا نہیں یا پھر وہ لڑ لڑ کر ایک ایک کر کے شہید ہو جائیں گے لیکن ہوا تو کیا کہ

۱۔ مسلمان اگلے دس سال تک اہلِ مکہ سے کوئی جنگ نہ لڑیں گے اور نہ اہلِ مکہ مسلمانوں کے خلاف کوئی جنگ کریں گے۔

۲۔ اس سال مسلمان حج نہ کر سکیں گے۔ اگلے سال پھر آئیں گے اور صرف تین دن مکہ میں اس حالت میں ٹھہر کر طوافِ کعبہ اور عمرہ کر سکیں گے کہ سوائے نیام میں بند تلوار کے اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہوگا۔

۳۔ اگر کوئی مرد مکہ والوں میں سے مدینہ جائے تو خواہ وہ مسلمان ہی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے مدینہ میں پناہ نہ دیں گے اور واپس لوٹا دیں گے لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ کو چھوڑ کر مکہ میں آجائے تو اسے واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔

۴۔ قبائل عرب میں جو قبیلہ چاہے مسلمانوں کا حلیف بن جائے اور جو چاہے اہلِ مکہ کا۔

۵۔ یہ مشاہدہ فی الحال دس سال تک کے لئے ہوگا اور اس عرصہ میں اہلِ مکہ اور مسلمانوں کے درمیان جنگ بند رہے گی۔

مکہ والوں کو کیا حق پہنچتا تھا کہ وہ اپنی مرضی کی شرائط پیش کریں گویا کہ وہ کوئی جنگ جیتے ہیں۔ ہار جیت کا تو سوال نہیں تھا۔ لڑائی ہوئی نہیں اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو کفار نے دستاویز پر نہ بسم اللہ الرحمٰن لکھنے دیا اور نہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ مبارک کے ساتھ رسول اللہ لکھنے کی اجازت دی۔ حالانکہ صلحنامہ پر دونوں طرف کے نمائندوں کے نام کے ساتھ ان کی وہی حیثیت لکھی جاتی ہے جو ان کی قوم ان کو مانتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ والوں کو بتا دیا کہ میں تمہارے کہنے سے اللہ کا رسول نہیں اور نہ تمہارا انکار میرا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ کاغذ کی ایک انچ سطح پر اس کاٹ چھانٹ پر کفار کی جہالت اور کینگی کا اظہار تو ہوا ورنہ جو آواز صفحۂ زمین پر اور فضا میں پھیل جانے کے لئے آسمانوں سے اترے اسے کون روک سکتا ہے۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

لیکن یہ فراست صحابہؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حاصل نہ تھی اس لئے بشری تقاضے کے تحت مغموم ہونا ایک قدرتی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جو تمام شفیقوں سے بڑھ کر شفیق اور ارحم الراحمین ہے مسلمانوں کی تجدید بیعت کو قبول کرتے ہوئے ان کے زخمی دلوں پر پھایا رکھا چنانچہ ابھی حضور مدینہ نہ پہنچے تھے کہ راستہ میں ہی سورۃ الفتح نازل ہو گئی کہ تم کو کوئی ہزیمت نہیں پہنچی بلکہ یہ تو تم فتحِ مبین لے کر لوٹ رہے ہو۔

خواب، عمرہ کا سفر اور صلہ رحمی کا اعلان

یہ صلح جس کو اللہ تعالیٰ نے فتحِ مبین قرار دیا اس لئے ہوئی کہ ہجرت کے چھٹے سال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے دکھایا۔ آپؐ نے اس خواب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اشارہ سمجھا کہ آپ مسلمانوں کو لے کر اسی سال خانہ کعبہ کا طواف کرنے جائیں جس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم آچکا تھا اور اس کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا جا چکا تھا۔ آپ یہ سمجھنے میں بالکل حق بجانب تھے کہ عرب روایات کے تحت تمام عربوں کو کعبہ کی زیارت اور طواف کرنے کا حق حاصل تھا۔ مکہ کے قریش اس کے متولی تھے مالک نہ تھے اس لئے وہ کسی کو اس حق سے روک نہیں سکتے تھے۔ مسلمانوں نے ان بتوں کا تو انکار کیا تھا جو مکہ میں صرف چند سو سال پہلے عمرو بن لحی شام سے لایا تھا اور کعبہ میں رکھا اور پھر اضافہ ہوتا رہا لیکن کعبہ کی حرمت سے کبھی انکار نہ کیا تھا۔ یہ خود عربوں کو بھی پتہ تھا کہ ان کے جدِ امجد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام تو بُت پرست نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ان دونوں کی قربانیاں یوں مقبول ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے پہلے گھر کی بنیادیں جو کسی زمانہ میں حضرت ابراہیمؑ سے قبل زیرِ زمین چلی گئی تھیں دونوں کے ہاتھوں پھر سے اٹھوائیں اور اس طرح عرب میں دینِ حنیف ابراہیمی قائم ہوا۔ اس لئے تمام اہلِ عرب کا جو دراصل ابراہیمی نسل سے تعلق رکھتے تھے یہ حق تھا کہ وہ زیارتِ کعبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کا طواف کریں اور اس میں رکوع و سجود کے ذریعہ اس کی عبادت بجا لائیں۔ قریشِ مکہ یا کسی اور کو کسی نے یہ حق نہیں دیا تھا۔ نہ اللہ نے اور نہ اہلِ عرب نے کہ وہ جس کو چاہیں یہ فریضہ عبادت ادا کرنے دیں اور دوسروں کو اس سے محروم کر دیں شرط صرف یہ ہے کہ وہ اس گھر کی عظمت کو تسلیم کریں اور اس کو بیت اللہ یقین کریں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دنیا میں توحیدِ کامل قائم کرنے تشریف لائے اس گھر کے تعمیری مقصد کے مطابق اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر یہ اعلان فرمایا کہ اب قیامت تک اس میں بُت نہیں رکھے جائیں گے۔ توحید کا انکار کرنے والا اس میں عبادت کا حق نہیں رکھتا کیونکہ جس عقیدے کو وہ مانتا ہی نہیں اس عقیدے کے قیام کے لئے جو گھر بنا اس میں اس کا حصہ کیسے رکھا جا سکتا ہے۔

غرض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اس امر سے آگاہ کیا اور طوافِ کعبہ کے لئے عمرہ کی نیت کے ساتھ مکہ کی طرف سفر اختیار کیا۔ اس ثبوت میں کہ آپؐ کی نیت صرف طوافِ کعبہ یا عمرہ ہے اور کچھ نہیں آپؐ نے یہ سفر ذیقعد کے مہینے میں اختیار فرمایا جو کہ الشہر الحرام میں سے ہے۔ ان مہینوں میں عرب میں لڑائی ممنوع تھی اور ذیقعد کا مہینہ چونکہ الشہر الحج میں سے بھی ہے اس لئے اس میں بدرجہ اولیٰ امن کا التزام کیا جاتا تھا۔ مستشرقین کو حضورؐ کے پُرامن سفر کرنے پر اعتراض کا کوئی موقع نہ ملا لیکن ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ! انہوں نے کہا کہ نیت تو پُرامن زیارت کی ہی تھی لیکن دل میں خیال حج کا بھی تھا مگر ظاہر صرف عمرہ کیا کہ اگر صلح کی طرح پڑ جائے تو پھر مکہ والوں سے کہا جائے چلو عمرہ کے ساتھ ہم کو حج بھی کر لینے دو۔ گویا جو دل میں تھا اس کا پورا اظہار نہ کیا۔ اس سے مستشرقین کے اعتراض ڈھونڈنے کی لت کا پتا چلتا ہے ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پُرامن مقصدِ سفر پر وہ بھی اعتراض نہ کر سکے۔ حضورؐ تو از خود تمام مہینوں میں جنگ شروع کرنے کو جائز نہ سمجھتے تھے کیونکہ آپؐ کی تو تمام جنگیں دفاعی تھیں۔ آپؐ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ کوئی ہتھیار ساتھ نہ لیں سوائے نیام بند تلوار کے تاکہ کوئی جنگ کا شبہ نہ کرے بلکہ آپؐ نے ستر اونٹ بھی قربانی کے لئے ساتھ لئے ورنہ عمرہ میں قربانی ضروری نہیں ہوا کرتی اسی لئے چودہ سو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افراد کے لئے آپؐ نے صرف ستر اونٹ لئے۔ یعنی آدھی تعداد کی قربانی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مستشرقین کا مفروضہ غلط ہے کہ دل میں حج کا بھی ارادہ تھا ورنہ قربانی کے لئے پوری تعداد میں جانور ساتھ ہوتے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام عسفان میں پہنچے تو آپؐ کے خبر رسانوں نے جن کو آپؐ نے عباد بن بشیرؓ کی زیر کمان آگے روانہ فرمایا تھا آکر اطلاع دی کہ مکہ والے مزاحمت کی پوری تیاریوں میں ہیں۔ چیتوں کی کھالیں پہن لی ہیں۔ یہ جنگ کی واضح علامت تھی اور ایک دستہ اپنے جانبازوں کا خالد بن ولید کی کمان میں جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے مسلمانوں کو روکنے کے لئے اس راستے پر روانہ بھی کر دیا تھا۔ آپؐ کی نیت لڑائی کی نہ تھی۔ احرام باندھے ہوئے تھے۔ قربانیاں ساتھ تھیں۔ اس لئے تصادم سے بچنے کے لئے آپؐ نے معروف راستہ چھوڑ کر ایک پہاڑی راستہ اختیار کیا جو تکلیف دہ تھا لیکن آپؐ نے اس کی پرواہ نہ کی کیونکہ جنگ سے بچنے کا خیال ہر وقت دامنگیر تھا۔ آخر آپؐ حدیبیہ میں پہنچ گئے تو آپؐ کی اونٹنی القصواء آگے بڑھنے کی بجائے ایک مقام پر بیٹھ گئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا غالباً یہ تھک گئی۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کو اس ذات نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا۔ رحمۃ للعالمین رسولِ امن کو اس قدر کعبہ کی حرمت کا خیال تھا کہ ایک ایسے لشکر کے روکے جانے سے جو کعبہ ڈھانے آیا تھا اپنے روکے جانے کی مماثلت قائم کی۔ نیت کے اعتبار سے نہیں بلکہ اس اعتبار سے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے لشکر کو روک کر کعبہ کی حرمت کو بچا لیا۔ اسی طرح آج مسلمانوں کو حدیبیہ میں روک کر اللہ تعالیٰ مکہ والوں کے بدعزائم کو ناکام بنانا چاہتا تھا تاکہ کعبہ کے قریب خون خرابہ نہ ہو لیکن دونوں لشکروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک ان کی نیتوں کے مطابق تھا کیونکہ اِنما الاعمال بالنیات۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ آج قریش صلہ رحمی کے جو حقوق طلب کریں گے میں وہ ان کو دوں گا۔ اس لئے آپ نے وہیں پڑاؤ پسند فرمایا۔

سفارتی کوششیں اور بیعت رضوان

حضورؐ نے ایک خزاعی مسلمان کے ذریعہ مکہ والوں کو پیغام بھیجا کہ آپؐ کے آنے کی غرض صرف طوافِ کعبہ اور عمرہ سے ہے لیکن مکہ والوں نے ایک نہ سنی اور جنگ کی باتیں کرتے رہے کہ وہ مسلمانوں کو ہرگز مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ خزاعہ کا قبیلہ بنو ہاشم کا پرانا حلیف قبیلہ تھا۔ اس کا رئیس بدیل بن ورقا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ مکہ والے پوری طرح آمادۂ پیکار ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جنگ مکہ والوں کو لے ڈوبی۔ میں ان لوگوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کو تیار ہوں کہ وہ میرے ساتھ جنگ بند کر دیں اور مجھ کو باقی عرب کے لئے آزاد چھوڑ دیں۔ اگر میں اس میں کامیاب نہ ہوا تو قصہ ختم اور اگر اللہ نے مجھ کو کامیاب فرمایا اور میرا لایا ہوا دین عرب میں پھیل گیا تو پھر مکہ والوں کو ماننے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔ حضورِ انور کی اس پُرخلوص پیشکش نے بدیل پر اثر کیا اور وہ آپؐ کا یہ پیغام لے کر مکہ کے کفار کے پاس گیا۔ وہ بدیل کو بھی خاطر میں نہ لائے۔ لیکن ساتھ ہی قبیلہ ثقیف کے سردار عروہ بن مسعود اور بنو کنانہ کے رئیس حلیس بن علقمہ کو بھیجا یہ دونوں سردار اپنے اپنے قبائل کے سورماؤں کو لے کر کفار مکہ کی دعوت پر مکہ میں موجود تھے اور دونوں ہی یہ خبر مکہ والوں کے پاس لائے کہ واقعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پُرامن طور پر عمرہ کرنے آئے ہیں اور ہرگز جنگ کرنا آپؐ کا ارادہ نہیں۔ اس لئے آپؐ کو اجازت دے دینی چاہیئے۔ جہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ دو غیر قریش قبائل کی مکہ میں موجودگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ قریش نے نہ صرف خود جنگ کی تیاری کی بلکہ دوسرے قبائل کو بھی یہ دھوکہ دے کر اپنی حمایت میں بلا لیا تھا کہ مسلمان ذیقعد میں مکہ پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ عروہ بن مسعود حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر کے جب واپس ہوا تو فضا دوستانہ تھی بلکہ عروہ کے تبحر اور ناواجب طرزِ کلام سے صحابہؓ اس قدر مکدر ہوئے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے جو خود عروہ کے بھتیجے تھے اس کو ٹوکا جس پر عروہ ان پر سخت برہم ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو عروہ کو ایسی کھری کھری سنائیں کہ ان کی مٹی گم ہوگئی۔ گویا اگر وہ اس خفت کا بدلہ لینا چاہتا تو مکہ والوں کو اُکسا سکتا تھا لیکن وہ حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر آپؐ کے صحابہؓ کی جاں نثاری کا جذبہ دیکھ کر ایسا مبہوت ہوا کہ اس نے مکہ والوں کو صلح کرنے کی صلاح دی اور حلیس نے تو کفار مکہ کا بھانڈا ہی پھوڑ دیا کہ جب اس نے آکر بتایا کہ بھلا قربانی کے جانور ساتھ لانے والے بھی بدنیت ہو سکتے ہیں۔ اگر تم نے ہمیں اس لئے بلایا تھا کہ ہم لوگوں کو حج اور زیارتِ کعبہ سے روکیں تو ہم ہرگز تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس پر اہلِ مکہ نے حلیس کی تذلیل کی۔ اس سے ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم واقعی امن و محبت کے علمبردار رسولِ رحمت تھے جبکہ مکہ والے حضورؐ کے عمرہ کی نیت سے طوافِ کعبہ کے لئے آنے کو حملہ سے تعبیر کر کے دوسرے قبائل کو دھوکہ سے جنگ پر آمادہ کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ کس طرح جنگ کی طرح پڑ جائے۔ اس لئے انہوں نے اپنے جنگجوؤں کا ایک دستہ مسلمانوں کے کیمپ کی طرف بھیج دیا۔ مسلمانوں نے سب کو گرفتار کر لیا لیکن حضور اکرم نے صلح کی خاطر سب کو چھوڑ دیا۔

اس عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مناسب سمجھا کہ آپؐ بھی اپنا سفیر اہلِ مکہ کے پاس بھیجیں۔ چنانچہ مشورے کے بعد انتخاب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں رہا اور یہ فریضہ ان کے سپرد ہوا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر مکہ جائیں۔ آپ نے اہلِ مکہ کو بہت سمجھانے کی کوشش کی لیکن مکہ والے اس بات پر تو راضی تھے کہ حضرت عثمانؓ طوافِ کعبہ کر لیں باقی حضورؐ اور صحابہؓ کو اجازت دینے پر آمادہ نظر نہ آتے تھے۔ بھلا حضرت عثمانؓ ایسی بات کیسے مان سکتے تھے۔ مکہ والوں نے خود ہی یہ افواہ اڑا دی کہ مکہ میں حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا۔ اس سے ان کی غرض اب مسلمانوں کا ردِ عمل دیکھنے کی تھی۔ اگر مسلمان عرب غیرت اور جذبۂ انتقام میں حملہ کر دیتے تو گویا ان کی نیت میں فتور تھا اور اس صورت میں تمام عرب قبائل کی ہمدردیاں ان کو حاصل ہو سکتی تھیں۔ اور اگر مسلمان واقعی جنگ کی غرض سے نہیں آئے تو تیاری نہ ہونے کے سبب اس وقت تو مایوس ہو کر چلے جائیں گے اور اس طرح ان کی ناکامی سے ان کے وقار کو نقصان پہنچے گا۔ گویا ایک نبی اپنے اصحاب کے ساتھ آیا لیکن نہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ نہ صلح ہوئی اور بے نیل و مرام واپس ہونا پڑا۔ مگر اللہ کے رسول کا ردِ عمل عام دنیوی بادشاہوں اور جنگجو سرداروں سے بالکل مختلف تھا۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو ایک درخت کے سایہ میں جمع کیا اور ان سے بیعت لی کہ اب وہ کفار مکہ کے سامنے کمزوری کا مظاہرہ نہیں کریں گے بلکہ سفیر کے قتل سے کفار نے جنگ کا آغاز کر دیا۔ اب دشمن جارح ہے اور مسلمان مردانہ وار اس جارحیت کے لئے لڑ کر اپنی جان قربان کر دیں گے۔ ظلم کے سامنے ذلت کے ساتھ اپنی پسپائی کا اظہار نہیں کریں گے۔

بیعت سے دو باتیں ظاہر ہوگئیں کہ مسلمان جنگ کے ارادے سے نہیں آئے تھے۔ اگر جنگ کا ارادہ تھا تو پھر بیعت کی ضرورت کیا تھی۔ دوسری بات یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قول کا پوری طرح پاس تھا۔ جب آپؐ صحابہؓ کو پُرامن عمرہ کا کہہ کر اپنے ساتھ لائے تھے اور راستے بھر امن کے طریقے اختیار فرماتے رہے تو اس تمام عرصہ میں صحابہؓ کو لاعلم رکھ کر اب ان کو ایسے کام کے لئے کہا جاتا جس کے لئے ان کے ذہن تیار نہ تھے تو اس طرح نعوذ باللہ حضورؐ پر اپنے اصحاب کے ساتھ دورُخی پالیسی اختیار کرنے کا الزام آسکتا تھا۔ جب بیعت کی تجدید کی جاتی ہے تو اس سے مخاطب آزاد ہوتا ہے چاہے بیعت کرے، چاہے نہ کرے اور وہ عہد کہ پُرامن عمرہ کیا جائے گا ختم ہوگیا۔ چاہے صحابہؓ دوبارہ عہد باندھیں چاہے نہ باندھیں کوئی زور زبردستی نہ تھی۔ یہ دیانت داری اور دین میں آزادیٔ ضمیر کی بہترین روایت ہے جو حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں حدیبیہ کے میدان میں رکھی گئی۔ میدان میں ساتھ چھوڑنے والوں کو غدار کہہ کر جان سے مار دیا جاتا ہے اور یہاں خود ساتھ چھوڑنے کو آزادی دی جاتی ہے۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ واقعی عروہ بن مسعود نے جو مکہ والوں کو واپس جا کر کہا تھا کس قدر صحیح تھا کہ جو شان حضور رسول مقبولؐ کو اپنے صحابہؓ میں حاصل تھی وہ قیصر و کسریٰ کو بھی حاصل نہ تھی۔ اللہ ربّ العزت نے اپنے یتیم اور دنیوی اعتبار سے بے سہارا عبد مکرم کو اس قدر سرفراز فرمایا کہ مدینہ میں شہری ریاست قائم کرنے کے بعد بھی کچے مکانوں میں تاج و تخت اور شاہی کرّ و فر کو ٹھوکر پر رکھنے والا اپنے متبعین کے جسموں کو دوسرے بادشاہوں کے برخلاف آزاد رکھتے ہوئے بھی اللہ کا رسول دلوں میں گھر کر چکا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کفارِ مکہ مسلمانوں کے اس عزم بالجزم کو دیکھ کر حیران و مبہوت رہ گئے۔ اُدھر کرائے کے بلائے ہوئے قبائل ساتھ چھوڑ رہے تھے۔ مسلمان نہ مایوس ہو کر واپس جانے والے تھے اور نہ ایک افواہ پر اندھا دھند حملہ کرنے والے بلکہ نہایت سلامت روی سے حالات کا جائزہ لے کر ہوش سے اقدام کرنے والے تھے۔ سفیر کے قتل کی افواہ پر جارحیت کا الزام خود کفار پر آچکا تھا۔ گویا ؎

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

اُدھر جنگ کی صورت سے نمٹنے کی تیاری کے ساتھ ساتھ رسولِ رحمتؐ اب بھی صلح اور امن سے مایوس نہ تھے کیونکہ جس سفیر کے قتل کی افواہ پر حالات نے پلٹا کھایا تھا اپنے بائیں ہاتھ کو اسی سفیر کا دایاں ہاتھ قرار دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو بھی اس بیعت میں شامل کر لیا تھا تو گویا آپؐ مکہ والوں کو بتا رہے تھے کہ تم عثمان کے قتل کی غلط خبر سے مسلمانوں میں ہراس نہیں پھیلا سکتے اور ہم جوش میں کوئی نازیبا حرکت نہیں کریں گے۔ اب بھی اگر عقل ہے تو جھوٹ کا راستہ چھوڑ کر میرے پہلے اعلان پر غور کرو کہ حرمتِ کعبہ کے لئے تم جو حقوق مانگو گے میں تم کو دوں گا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسروں کو جنگ پر مجبور کرنے کا الزام لگانے والے ذرا غور کریں۔ یہ دوسروں کو جنگ پر مجبور کرنا ہے یا دوسروں کے آپؐ کو جنگ پر مجبور کرنے کے بد ارادوں کو ناکام بنا کر ان میں صلح کے نیک جذبات پیدا کرنا ہے۔ مکہ والوں کو عقل آئی اور اب ان کا خطیب اعظم سہیل بن عمرو ان کا نمائندہ بن کر آیا۔ حضور پُرنور نے اس کی آمد سے نیک شگون لیا کہ اب معاملہ آسان ہوا صلح ہو جائے گی کیونکہ سہیل آتا ہے چنانچہ سہیل نے آکر وہ شرائط پیش کیں جن کا مضمون کے آغاز میں ذکر ہوا اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مانتے چلے گئے اور قرآن مجید میں اپنے رب رحیم سلام و رحمان خدا کے قول الصلح خیر کو اپنے عمل کی خوبصورت شکل میں دکھا دیا۔ ہر خیر کی کوئی قیمت ہوتی ہے اور قیمت قربانی کے بغیر ادا نہیں ہوتی۔

صلح اور فتح مبین کا مژدہ

صرف شرائط میں صلح کے لئے قربانی نہیں دی بلکہ جب ان شرائط پر عمل کرنے کا وقت آیا تو اُس وقت بھی اُسی طمانیت قلب کے ساتھ ابوجندل کو کہہ دیا "اے ابوجندل صبر سے کام لو اور اللہ کی طرف نظر رکھو۔ اللہ ضرور تمہارے لئے اور تمہاری طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے دوسرے کمزور مسلمانوں کے لئے خود کوئی راستہ کھول دے گا۔ لیکن ہم اس وقت مجبور ہیں کیونکہ اہل مکہ کے ساتھ معاہدہ کی بات ہو چکی ہے اور ہم معاہدہ کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے"۔ حالانکہ ابوجندل کا کیس معاہدہ سے قبل کا تھا اور ابھی معاہدہ کی شرائط پر مُہرِ تصدیق ثبت بھی نہ ہوئی تھی۔ اور ابوجندل کے پابجولاں آجانے سے یہ امر ثابت ہو گیا تھا کہ سہیل کیوں ان شرائط پر زور دے رہا تھا کیونکہ ابوجندل تو اسی کے بیٹے تھے اور وہ اپنے بیٹے کو اسلام لانے کی سزا میں ابھی اپنی قید و بند میں رکھنا چاہتا تھا تو گویا اس نے دھوکہ دیا تھا اور جو معاہدہ دھوکہ سے کیا جائے اس کی پاسداری ضروری طور پر لازم نہیں ہوا کرتی لیکن یہ بچنے کے راستے تو عام دنیادار لوگ سوچا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء تو خواہ افراد کے مابین یا اقوام کے مابین کی بات ہو سوائے صدق کے اور کوئی توجیہات پیشِ نظر نہیں رکھتے۔

ادھر سہیل خوش و خرم ابوجندل کی ہتھکڑی کی زنجیر پکڑے شہر مکہ کی طرف جا رہا تھا جبکہ ابوجندل نہایت مایوس اس کے ساتھ چلنے پر مجبور تھے ادھر رسول اکرمؐ اپنے مغموم صحابہؓ کے درمیان تھے۔ آپؐ کو علم تھا کہ فتح آپؐ کی ہوئی ہے اسی لئے آپؐ نے صحابہؓ کو ارشاد فرمایا آؤ اٹھو اپنی قربانیاں ذبح کرو اور بال کٹواؤ۔ پہلے صحابہؓ غم کے مارے سمجھ نہ سکے لیکن حضرت ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشورے سے جب آپؐ نے اپنا اونٹ ذبح کیا تو صحابہؓ دیوانہ وار اُٹھے اور وہی کچھ کیا جو اللہ کے رسولؐ نے کہا اور کیا۔ اگر حضورؐ کو اپنی فتح کا یقین نہ ہوتا تو کبھی آپؐ قربانیاں ذبح نہ کرواتے اور نہ سر منڈواتے۔ آپؐ عمرہ اور طوافِ کعبہ کے لئے آئے تھے۔ اس کی کامیاب ادائیگی کے بعد اللہ کے حضور شکرانہ میں قربانی پیش کی جاتی ہے اور سر مونڈوایا جاتا ہے۔ جب آپؐ نے یہ دونوں باتیں کر لیں تو اس کا صاف مطلب ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو کامیاب سمجھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی آیتِ کریمہ میں تصدیق فرمائی۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا۔

بے شک صلح مسلمانوں نے خوش دلی سے نہیں کی تھی بلکہ رسول اللہؐ نے کی تھی اس لئے یہ صلح رسولؐ کی فتح تھی۔ جنگ میں کامیابیاں بھی ہمارے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئیں لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے فتح کا نام نہ دیا۔ رسول اللہؐ کو جو افضال و برکات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوّل میں ملیں اسی میں آخر تک اضافہ ہوتا گیا۔ اگر بدر جو پہلا معرکہ تھا یوم فرقان تھا تو ہر جنگ اضافوں کے ساتھ یوم فرقان بنتی گئی کیونکہ یہ تمیز ہو گئی کہ کافر کیسے کمینے اور اوچھے ہتھیاروں سے لڑتے ہیں اور اللہ کا رسولؐ میدانِ جنگ میں بھی تقویٰ کی باریک راہوں کو نہیں چھوڑا کرتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فتح مقصد کی کامیابی کو کہتے ہیں۔ جب صلح کرنے پر اللہ کی طرف سے فتح کی مبارکباد ملی تو معلوم ہوا اسلام جنگ کا نہیں صلح کا دین ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی طبیعت کی وجہ سے سب سے زیادہ مضطرب ہوئے تھے۔ جب دورانِ سفر سورۃ فتح مع آیت "انا فتحنا لک فتحاً مبینا" نازل ہوئی تو سب سے پہلے انہی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر یہ مژدہ سنایا۔ صحابہؓ بعد میں کہا کرتے تھے کہ اگرچہ فتح مکہ بہت بڑی کامیابی تھی اور جو خواہش لے کر ہم حدیبیہ میں جمع ہوئے اس کی عملی تکمیل فتح مکہ کے دن ہوئی لیکن ہم کو جو خوشی حدیبیہ کی یاد سے ہوتی ہے اور ان ۱۴۰۰ میں شامل ہونے پر فخر ہے وہ فتح مکہ کے دس ہزار کے لشکر میں شمولیت میں نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ حدیبیہ میں بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم ورضوعنہ کے خطاب سے نوازا کیونکہ یہ وہ گروہ تھا جنہوں نے رسولؐ کے ہاتھ پر لڑنے کا عہد کرنے کے باوجود جب ان کو جنگ سے روکا گیا تو اگرچہ انہوں نے دل میں خلش محسوس کی لیکن رسولؐ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ صداقت پر قائم رہے۔ گویا جان کی قربانی کا عہد کر کے اس سے بڑی چیز جذبات کی قربانی بھی اللہ کے حضور پیش کر دی اور اپنے آقا و مولیٰ کے رسول برحق ہونے پر شک نہ کیا اور اللہ کی توحید سے منہ نہ موڑا۔ جنگ میں ابوجہل مارا گیا۔ اسے ایمان نصیب نہ ہوا۔ اگر حدیبیہ میں جنگ ہوتی اور خالد بن ولید بھی مارے جاتے کہ وہی اس وقت لشکر کفار کے سالار تھے تو کتنا بڑا نقصان ہوتا۔ جنگ میں مسلمانوں کی تلواریں تو چلیں لیکن یہ صلح ہی تھی جو سیف اللہ، اللہ کی تلوار کو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لے آئی۔ ۱۹ سال کی کوششوں کے بعد جن میں مدینہ کی شہری ریاست کے چھ سال بھی شامل تھے اور جنگوں میں کامیابیاں بھی ملی تھیں۔ صرف ۱۴۰۰ کا لشکر حدیبیہ میں گیا تھا لیکن صلح کے دو سال بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے جلو میں مکہ میں داخل ہوئے۔ یہ دس ہزار جنگ کے جذبہ کے ساتھ گئے تھے لیکن موقع پر جا کر امن کا جامہ زیب تن کر لیا۔ اسی لئے توریت میں فاران پر جلوہ گر ہونے کی پیشگوئی میں دس ہزار قدوسیوں کا ذکر ہے۔ (استثناء باب ۳۳۔ آیت ۲)

گویا ہمارے رؤوف و رحیم آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ آپؐ کی اتباع میں بحالت مجبوری جنگ کریں تو غازی اور شہید ہیں اور بے شک یہ بلند رُتبے ہیں۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور جب پُرامن فتح کریں تو اسی دنیا میں جنت کے قدوسی فرشتے۔ یہ محمد رسول اللہؐ کا فیضان ہے۔ سچ ہے ؎

بر کسے چوں مہربانی می کند
از زمینی آسمانی می کند۔

اللّٰھُمَّ صل علیٰ محمدٍ وال محمدٍ و بارک وسلم انک حمیدٌ مجید

مشہور کاجل
نظر اور آنکھوں کی خوبصورتی
مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم کی معجزانہ تاثیر

مکرم مرزا خلیل احمد قمر
وقف جدید ربوہ

اِنصاف پسند مُستشرقین کا آنحضورؐ کو خراجِ عقیدت

خاتم النبیین سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اس قدر حسین ہے کہ کوئی بھی آپؐ کے اخلاق عالیہ اور کارہائے نمایاں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور منصف مزاج غیر مسلم مستشرقین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو دیکھ کر اس کی تعریف کرتے اور آپؐ کے حُسنِ اخلاق کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات غیر مسلم مستشرقین نے جس طرح لکھے ہیں ان کی ایک جھلک ملاحظہ ہو

ظہورِ اسلام سے قبل عرب کی حالت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب کی حالت کا نقشہ ایک ہندو لالہ بشنداس نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

"حضرت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظہور کے وقت عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ بدمعاشی بدچلنی کا بازار گرم تھا۔ خدائے واحد ولاشریک کے نام سے لوگوں کو چڑ تھی۔ بیٹی سے شادی کر لینے میں باپ کو کوئی عار نہ تھی۔ گھر۔ گلی۔ کوچے۔ معبد بتوں سے بھرپور تھے۔ لوگ سوشل برائیوں کا شکار بن رہے تھے اور لوگ توہمات باطلہ کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ایسے کفر کے زمانہ میں تن وتنہا خدائے واحد ولاشریک کے نام کا وعظ لوگوں کے کانوں تک پہنچانا اسی شیرِ خدا کا کام تھا۔ لطف یہ کہ آپ پڑھے لکھے نہیں مگر وحدانیت کا ننھا سا بیج عرب کے ریگستان میں بویا اور بجائے پانی کے اپنے خونِ جگر سے ایسا سینچا کہ آج وہ اتنا بڑا درخت ہو گیا ہے"

(اخبار زمیندار منقول از نور ۲۰ صفحہ ۸)

صدیق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوائل عمر سے ہی اعلیٰ اخلاق اور عادات حسنہ اور بے مثال کردار کے مالک تھے اور قریش مکہ آپؐ کے بے مثال صدق کی وجہ سے آپؐ کو صدیق کے خطاب سے پکارتے تھے۔ چنانچہ مشہور عیسائی مستشرق مسٹر تھامس کارلائل جنہوں نے "لائف آف محمدؐ" لکھی اور قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے آپؐ کے بے مثال صدق کی ان الفاظ میں شہادت دیتا ہے۔

"یہ ژرف نگاہ شخص جو جنگلی ملک میں پیدا ہوا تھا۔ اپنی دل میں کھب جانیوالی سیاہ آنکھوں اور شگفتہ اور بااخلاق اور پُرغور طبیعت کیساتھ بجائے جاہ طلبی کے کچھ اور ہی شان رکھتا تھا۔ وہ ایک ذی سکینت اور غیر معمولی طاقتوں والی روح تھی۔ اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو سوائے راستباز ہونے کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتے اور اس کو خود اللہ تعالیٰ نے سچا اور راستباز پیدا کیا تھا۔ جبکہ عام لوگ مقررہ عقیدوں اور روایتوں پر چل رہے تھے اور انہی پر قائم و قانع تھے یہ شخص ان عقائد و روایات کے حجاب میں نہ رہ سکتا تھا اور اپنی رُوح اور حقائق اشیاء معلوم کرنے میں اوروں سے مستثنیٰ تھا۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہستیٔ مطلق کا سرِّ عظیم مع اپنے جلال وجمال کے اس پر کھل گیا تھا اور پرانی روایتیں اس حقیقت پر پردہ نہ ڈال سکیں ایسا "صدق" جسے ہم نے کوئی اور بہتر لفظ نہ ملنے کی وجہ سے صدق ہی لکھا ہے فی الحقیقت منجملہ آثارِ الٰہی میں سے ہے۔ ایسے شخص کا کلام ایک آواز ہے جو بلا واسطہ فطرت الٰہیہ کے قلب سے نکلتی ہے۔ جسے انسان سنتے ہیں اور جس کے سننے میں اور چیزوں کی بہ نسبت زیادہ توجہ چاہیئے۔ کیونکہ اس کے مقابلہ میں اور جو کچھ ہے وہ ہیچ ہے۔

شروع ہی سے اس کے دل میں حج کے موقعوں پر اور نیز روزمرہ کے ادھر اُدھر کے چلنے پھرنے میں طرح طرح کے ہزاروں خیالات پیدا ہوتے تھے مثلاً یہ کہ میں کیا ہوں؟ یہ اتھاہ چیز جس کو لوگ دنیا کہتے ہیں اور جس میں میں موجود ہوں کیا ہے؟ زندگی کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ مجھے کس بات کا یقین کرنا چاہیئے؟ اور کیا کرنا چاہیئے؟۔ جن کا جبل حرا اور کوہِ سینا کے بڑے بڑے پتھروں کے ڈھیروں اور سخت سنسان ریتلے بیابانوں نے کچھ جواب نہ دیا اور سر پر چپ چاپ چکر کھانے والے آسمان نے بھی معہ اپنی نیلگوں روشنی والے ستاروں کے کچھ نہ بتایا مگر بتایا تو صرف اس کی رُوح نے اور خدا کے الہام نے جو اس میں تھا"

(بحوالہ اعجاز التنزیل صفحہ ۱۲۵-۱۲۶)

الامین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر دیانتدار اور امانت دار تھے کہ آپؐ کے جانی دشمن کفار مکہ آپکو الامین کے نام سے پکارتے تھے۔ کفار مکہ اسلام کی تبلیغ میں آپؐ کے راستہ میں مشکلات پیدا کرتے تھے اور آپؐ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے تھے مگر آپؐ کی دیانتداری کی وجہ سے اپنی امانتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رکھواتے تھے۔ کیونکہ ان کو یقینِ کامل تھا کہ باوجود یہ شخص ہمارے بتوں کے خلاف ہے اور ہمارے مذہب کے مقابل پر ایک نئے مذہب کا پرچار کر رہا ہے مگر ہے یہ "الامین" آپؐ نے تمام زندگی نہایت دیانتداری سے بسر کی آپ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنے کے بعد ہندوستان کی مشہور خاتون مس اینی بیسنٹ صدر تھیوسوفیکل سوسائٹی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "الامین" ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

"پیغمبر اعظم کی جس بات نے میرے دل میں ان کی عظمت اور بزرگی قائم کی ہے وہ ان کی وہ صفت ہے جس نے ان کو ان کے ہم وطنوں سے "الامین" کا خطاب دلوایا۔ کوئی صفت اس سے افضل نہیں ہو سکتی اور کوئی بات اس سے زیادہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کیلئے اشتراکاً لائق اتباع نہیں۔ ایک ذات جو مجسم سچائی ہو اس کے اشرف ہونے میں کیا شک ہے ایسا ہی شخص مستحق ہوتا ہے کہ پیغامِ حق کا حامل بنے"

(نظام المشائخ ۹/۴ صفحہ ۹)

سفرِ طائف

جب آپؐ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کیا گیا تو آپؐ نے بنی نوع انسان کو توحید کا پیغام دیا اور دینِ حق اُن کے سامنے پیش فرمایا تو اہل مکہ نے آپؐ کی سخت مخالفت کی اور تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں رکاوٹیں پیدا کر دیں تو آپؐ نے اہلِ مکہ کے رویہ سے تنگ آ کر طائف کا سفر اختیار فرمایا کہ شاید اہلِ طائف اسلام قبول کر کے خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے وارث بنیں لیکن اہل طائف نے بھی اس دعوت کا انکار کیا اور آپؐ کے پیچھے غنڈے اور آوارہ لڑکے لگا دیئے جنہوں نے آپؐ کو اس قدر پتھر مارے کہ آپؐ زخمی ہو گئے اور لہولہان ہونے کی وجہ سے اور دھوپ کی شدت سے پناہ لینے کیلئے ایک درخت کے نیچے رُکے تو طائف کے غنڈوں نے آپؐ کو وہاں بھی ٹھہرنے نہ دیا۔ ان تکالیف کے باوجود آپ اہل مکہ اور طائف کے لوگوں کے رویہ سے بددل نہ ہوئے بلکہ آپکو یقین کامل تھا کہ یہ جلد یا بدیر اسلام قبول کر لیں گے۔ آپؐ کے یقین کامل کے متعلق مشہور غیر مسلم مستشرق ولیم میور لکھتا ہے۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس طائف کے سفر میں ایک نہایت اعلیٰ جواں مردانہ حالت پائی جاتی ہے۔ ایک یکہ و تنہا شخص، جس کو اس کی قوم کے لوگوں نے بالکل چھوڑ دیا تھا اور نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے، وہ خدا کے نام پر دلیرانہ آگے بڑھا۔ جس طرح یونس نینوا کو گئے تھے۔ اسی طرح اس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک بت پرست شہر کو آگاہ کیا کہ توبہ کریں اور اس کی رسالت کی تائید کریں۔ اس سے ایک نہایت قوی روشنی اس امر پر پڑتی ہے کہ اس کو اپنے کام کے منجانب اللہ ہونے کا کس شدت کے ساتھ یقین تھا"

(لائف آف محمد جلد اوّل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوبصورت اور مضبوط دانت جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔ ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں۔ دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنا یا درد ہونے کا فوری علاج کیا جاتا ہے۔

شریف ڈینٹل کلینک نزد مسجد اقصیٰ۔ ربوہ

نظر اور دھوپ کی عینکوں کیلئے نصیر آپٹیکل سروس فون نمبر ۵۴۳

دمہ کورس

ASTHMA COURSE

دمہ کے مستقل علاج کیلئے ASTHMA CURE

دمہ میں فوری آرام کے لئے ASTHMA RELIEF

پھیپھڑوں کی طاقت کیلئے LUNGS TONIC

چالیس روزہ کورس قیمت ۴۰/- ڈاک خرچ و پیکنگ گراں

لٹریچر مفت

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ پاکستان لاہور۔ کراچی۔ ہیڈ آفس گولبازار ربوہ

فون نمبر ۶۰۶/۶۰۷

افغان ٹمبر ورکس

فون ۶۹۵

فیکٹری ایریا ربوہ

دروازے۔ کھڑکیاں۔ الماریاں۔ روشندان وغیرہ بنوانے کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں۔ کام انشاء اللہ حسب منشاء ہوگا تجربہ کار کاریگر کام کرنے والے ہیں۔

احباب یہ نوٹ فرمالیں کہ سائز مندرجہ ذیل ہوگا۔

چوکھٹ ۲¾ × ۳¾ یا پھر ۲½ × ۴½ کر ۱½ × ۳¾

نمبر ۱½ × ۳¾ اور ۶" نیچے والا نمبر ۱½ × ۶"

دِرّے ⅝" ریٹ ۳۰/- در فٹ اور فلش ڈور مع چوکھٹ ۳۲/-

حبیب اللہ خان

چمپا کریم

چہرے کی خوبصورتی

مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

شغل اور بر سیم سے ہونیوالا

جانوروں کا اپھارہ

نیز سرکن۔ گل گھوٹو۔ منہ کھر۔ کنار۔ زہرباد۔ واہ۔ ٹک۔ تھنوں کی سوزش۔ گلٹیاں۔ ناڑ۔ دودھ کی کمی وغیرہ کے کامیاب نسخوں کے لئے

نرخانہ "کیوریٹو ویٹرنری گائیڈ" مفت

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ پاکستان لاہور۔ کراچی۔ ہیڈ آفس گولبازار ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷

قیصر ہسپتال

جہاں بذریعہ جدید طریقہ علاج ہومیوپیتھی اور کوالیفائیڈ تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی لاعلاج موذی امراض کینسر۔ شوگر۔ دمہ۔ کالی کھانسی۔ امراض قلب۔ بلڈ پریشر وغیرہ کا شافی علاج موجود ہے

بذریعہ خط و کتابت علاج کی سہولت بھی ہے۔

منجانب:- ایم۔ ڈی

ڈاکٹر ایس۔ اے قیصر ہومیو

آر ایم پی

قیصر ہسپتال بلاک وائی وسن پورہ سکیم نمبر ۲ لاہور

فون ۳۳۰۲۰۷

سونے اور چاندی کے اعلیٰ، معیاری، عروسی زیورات نیز مغلیہ دور کے کندن کے اعلیٰ ڈیزائن بنانے کیلئے

نیو راحت علی جیولرز

غلام احمد اینڈ برادرز، اکبر بازار شیخوپورہ،

فون نمبر ۳۱۸۱

رہائش فون نمبر ۳۹۹۱

کو یاد رکھیں!

جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے

الحمرا سٹیٹس فون ۳۸۵۲

۶۹۹-اے سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

کراچی میں جائیداد کی خرید و فروخت

اور

سندھ میں زرعی زمین کے حصول کیلئے

درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کیجئے

لینڈ مارکس

LAND MARKS.

۱/عد ۱۰۳ کمرشل ایریا بی" پوسٹ بکس نمبر ۱۰۴۳۶ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی ۲۴

فون: ۵۴۰۸۳۴ - ۵۴۰۸۶۶

رجسٹرڈ

HERCULES

مضبوطی میں بے مثال

کارکردگی میں لاجواب

شوبیٹ مارکیٹ

ہرکولیس

امپورٹڈ میٹریل سے تیار شدہ

HERCULES

ہر قسم کی گاڑیوں کے سلنسر پائپ، سلنسر بکس اور پیٹرول ٹانکی سپیشلسٹ

میاں بھائی

۱۰ منٹگمری روڈ، لاہور۔ فون نمبر: ۳۰۵۴۰۴ ؛ ۳۰۵۳۹۶

پیٹ کی تمام بیماریوں کیلئے:

ہاضمون رجسٹرڈ

جو گھر میں ہر وقت رکھنے کا چورن:

نصرت دواخانہ ہاضمون

بالمقابل ایوان محمود۔ گول بازار ربوہ

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد اور مرض اٹھرا کی شکار دکھی عورتوں کیلئے

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

ہوالشافی

دواخانہ حکیم نظام جان

حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان

پوسٹ بکس ۲۲۲ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون نمبر ۷۳۹۹۷

ربوہ کا پتہ:- مکان نمبر ۳/۱۵ نزد ناصر کنڈر گارٹن سکول (دواخانہ حکیم نظام جان۔ ربوہ) دوائی اور مشورہ کیلئے یہاں تشریف لادیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یقین کامل

جس وجہ نے کفار کی تکالیف اور مظالم کے باوجود آپؐ کے پائے استقلال میں کسی قسم کی لرزش پیدا نہ ہونے دی وہ آپؐ کا یقین کامل تھا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی اصلاح کیلئے مامور کیا گیا ہوں اور یہ اقوام جلد اسلام کی آغوش میں چلی آئیں گی۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا بریٹینکا نے زیر لفظ "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہے۔

"جو یقین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے قریب کے لوگوں یعنی خدیجہؓ۔ عمرؓ۔ ابوبکرؓ کے دل میں پیدا کیا اور جو ہر طرح کی ذلت اور تکلیف اس نے بارہ برس تک جھیلی اور نہایت جوانمردی سے ہر قسم کی دولت اور سرداری کے قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کا حاصل ہونا اس شرط پر موقوف تھا کہ وہ اپنی کوشش سے باز آئے اور نیز اس سادگی مزاج اور معزز حیثیت کا خیال کر کے جو آخیر وقت تک اس کی ذات میں ویسی ہی رہی ہم پریڈو۔ والٹر۔ مراکش کی رائیں قبول نہیں کر سکتے بلکہ اتنی بات کہتے ہیں کہ ہم مہلر کارسن۔ کارلائل۔ ارونگ اور دیگر مصنفین سے متفق ہیں کہ عام طور پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت کو مانیں اور اس بات کو قبول کریں کہ اس کو اپنے آپ پر بھروسہ تھا اور وہ اپنی رسالت کو سچا سمجھتا تھا"

آپؐ کو اپنی نبوت پر اس قدر یقین کامل تھا کہ ایک عیسائی مستشرق نے ایک واقعہ لکھا ہے۔

"ایک چشمدید صحابی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم سب مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ اونٹ پر سوار ایک بدو آیا۔ مسجد کے صحن میں اس نے اونٹ کو بٹھایا اور باندھ دیا۔ تب وہ ہمارے قریب آیا اور پوچھا کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں ہیں؟ ہم نے جواب دیا وہ ہیں جو کہنیوں کو تکیہ پر ٹیکے ہوئے ہیں۔ بدو نے آپؐ سے پوچھا۔ کیا تم عبدالمطلب کے بیٹے ہو۔ آپؐ نے جواب دیا ہاں۔ بدو نے کہا مجھے یقین ہے کہ چند سوالات پوچھنے پر تم ناراض نہ ہو گے۔ آپؐ نے فرمایا جو تیری مرضی ہو پوچھ۔ بدو نے پوچھا میں تم کو خدا کی قسم اور اُن کے خداؤں کی جو تم سے پہلے تھے قسم دلاتا ہوں کہ مجھ کو بتاؤ کیا اللہ نے تم کو سب آدمیوں کے لئے بھیجا ہے آپؐ نے فرمایا ہاں قسم ہے اللہ کی۔ بدو نے پھر پوچھا میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کیا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے کہ دولت مندوں سے دسواں حصہ لو تا مسکینوں میں تقسیم کرو۔ آپ نے جواب دیا ہاں قسم ہے اللہ کی تب بدو نے کہا میں اس وحی پر جو تمہارے پاس آئی یقین کرتا ہوں اور میں ضمام ابن ثعلبہ ہوں اور اپنے قبیلے کا فرستادہ ہوں۔ اس کے بعد ضمام اپنے قبیلہ کو واپس گیا اور قبیلہ کے سب لوگوں کو مسلمان کیا۔" (سپرنگر جلد سوم صفحہ ۲۰۲-۲۰۳)

اسلامی جنگیں

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قریش کے مظالم کی انتہا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہجرت کی اجازت عطا فرما دی چنانچہ آپؐ ارشاد الٰہی پر عمل کرتے ہوئے صحابہؓ سمیت مدینہ تشریف لے گئے۔ مگر قریش مکہ نے وہاں بھی آپؐ کا پیچھا نہ چھوڑا اور مسلمانوں سے لڑائی کا بہانہ ڈھونڈتے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی اپنا دفاع کرنے کیلئے لڑائی کی اجازت عطا فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں کفار کے ساتھ جنگ بدر۔ جنگ اُحد اور جنگ خندق وغیرہ پیش آئیں۔ غیر مسلم مستشرقین یہی الزام لگاتے آئے ہیں کہ یہ جنگیں ملکی ہوس گیری کی وجہ سے ہوئیں۔

مگر خاتون مستشرق روتھ کرینسٹن نے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ ان جنگوں کا مقصد کیا تھا اور کیوں یہ جنگیں لڑی گئیں۔ وہ لکھتی ہیں۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود کبھی جنگ اور خون ریزی کا کوئی موقع بہم نہیں پہنچایا۔ ہر جنگ جو آپؐ کو لڑنا پڑی وہ دفاع اور جواب کے طور پر تھی آپؐ لڑنے پر مجبور ہوئے تو اس لئے کہ زندہ رہ سکیں"

(ورلڈ فیتھ صفحہ ۱۵۵)

فتح مکہ اور عفو عظیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی زندگی میں اس قدر تکالیف اور مظالم برداشت کئے کہ دنیا کی تاریخ میں کسی نبی کو ان مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور مکی زندگی میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ان کو اسلام قبول کرنے کے نتیجہ میں مظالم کا تختۂ مشق بنایا گیا۔ اسلام کی تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے ان مظالم کی داستانوں کو پڑھ کر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں عمارؓ۔ بلالؓ وغیرہ پر روا رکھے گئے تھے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان مظالم کا تصور کر کے بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے جب کفار کی مسلسل عہد خلافیوں کے نتیجہ میں آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور اہل مکہ میں مقابلہ کی سکت نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بغیر خون بہائے فتح عطا فرمائی اس وقت آپؐ نے اہل مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

لا تثریب علیکم الیوم

کارلائل نے اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے

"اب وقت تھا کہ مخبر (صلی اللہ علیہ وسلم) خونخوارانہ فطرت کا اظہار کرتے آپؐ کے قدیمی ایذا دہندے (قریش مکہ) آپؐ کے قدموں میں آ پڑے تھے (اور سوال یہ تھا کہ) کیا آپؐ اس وقت اپنے بے رحمانہ طریقہ سے ان کو پامال کریں گے؟ سخت عقوبت میں گرفتار کریں گے؟ یا ان سے انتقام لیں گے؟

یہ وقت اس شخص کے اپنے اصل رنگ میں ظاہر ہونے کا ہے۔ اس وقت ہم ایسے مظالم کے پیش آنے کے متوقع ہیں جن کے سننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوں اور جن کا خیال کر کے اگر ہم پہلے ہی سے نفرین و ملامت کا شور و غل مچائیں تو بالکل بجا ہے ..... جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے شدید ترین دشمنوں کے شہر میں بحیثیت ایک فتح مند کے داخل ہوئے تو صرف چار مجرم جواز روئے انصاف قصوروار قرار دیئے گئے واجب القتل اشخاص کی فہرست میں داخل کئے گئے فوج نے آپؐ کی مثال کی تقلید کی اور خاموشی اور امن و امان کے ساتھ شہر میں داخل ہوئی۔ نہ کوئی مکان لوٹا گیا اور نہ کسی عورت کی بے حرمتی کی گئی"

(انتخاب قرآن صفحہ ۶۷)

آمدہ قبائل کے ساتھ آپؐ کا حسن سلوک

فتح مکہ کے بعد عرب کے قبائل ایک ایک کر کے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک اور اسلام کی خوبیوں کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیتے یا اسلامی حکومت کی اطاعت تسلیم کرتے ہوئے جزیہ دینے پر رضامند ہو جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ان کی عزت و تکریم کرتے اور ہر قسم کی سہولت مہیا فرماتے اور ان کے مسائل سن کر ان کے حل کے لئے کوشاں ہوتے۔ ان قبائل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک کے متعلق سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ۔

"آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) جس حسن اخلاق سے قبائل عرب کے وفود سے برتاؤ کرتے اور جس توجہ سے ان کی شکایتوں کو سنتے اور جس فہم و فراست سے ان کے باہمی نزاع کا فیصلہ کرتے اور جس تدبر سے انتظام ملکی ان کو تفویض فرماتے جو اس بات کا صلہ تھا کہ جلد اسلام کا اقرار کریں۔ ان سب باتوں سے آپؐ کا نام ہر شخص کو عزیز ہو گیا اور آپؐ کی شہرت کہ بڑا فیاض بادشاہ ہے کل جزیرہ نمائے عرب میں پھیل گئی"

(لائف آف محمدؐ جلد چہارم صفحہ ۱۰۷-۸)

مذہبی آزادی

مشہور مستشرق سر ولیم میور نے اسلام میں مذہبی آزادی اور دیگر اقوام کے قبول اسلام کے متعلق لکھا ہے۔

"اس بات کا فیصلہ کہ جبر وہ شے نہ تھی جس کی وجہ سے یہ عیسائی مسلمان ہوئے ان کے آپس کے تعلقات سے ہو سکتا ہے جو مسیحی عربوں اور مسلمان عربوں میں موجود تھے خود رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے چند مسیحی قبائل سے عہد نامے کئے تھے جن میں آپؐ نے عیسائیوں کی حفاظت کا اور پابندی مذہب میں ان کے آزاد رہنے کا ذمہ اور ان کے قسوس کے دیرینہ حقوق و اختیارات کے بحال رہنے کا وعدہ فرمایا تھا"

(لائف آف محمدؐ جلد دوم صفحہ ۲۹۹)

تمدن اسلامی کا آغاز

اسلام نے عربوں کے تمدن پر بہت گہرا اثر ڈالا اور ان کے تہذیب و تمدن کو بدل کر رکھ دیا اور قبائلی نظام کو توڑ کر ایک قومی نظام قائم کر دیا۔ سپرنگر نے اسلام کے عرب تمدن پر اثرات کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"اہل عرب میں سوشل اتحاد کے نئے اصول یعنی اسلامی اخوت کے اجراء نے قبیلوں کی بندشوں کے زور کو جس نے سوسائٹی کی عمارت کو نسلی رشتوں کی بنیاد پر قائم کیا تھا ضعیف کرنا شروع کر دیا۔ کسی شخص کا مسلمان ہونا اور اسلامی سوسائٹی میں داخل ہونا اہل عرب کے اصول معاشرت کے ایک ضروری قاعدہ کو توڑتا تھا۔ اور چونکہ ایسی مثالیں کثرت سے پیش آئیں اس لئے یہ مثالیں قبیلوں کے انتظام کی تحلیل کا قوی سبب ہو گئیں اور قبائل کا سلسلہ و سررشتہ اہل اسلام کی قوی زندگی کے سامنے جس نے مسلمانوں کو مضبوطی کیساتھ متفق اور متحد کر دیا تھا کمزور رہ گیا اس لئے عرب کے قبیلوں کو شوق ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کریں صرف اس خیال سے نہیں کہ آپؐ ملک عرب میں سب سے بڑی فوجی قوت کے سردار ہیں بلکہ اس خیال سے کہ آپؐ ایسے اصول معاشرت کے معلم ہیں جس نے اور سب طرح کے سوشل انتظام کو ضعیف اور بے تاثیر کر دیا ہے" (سپرنگر جلد سوم صفحہ ۳۶۰-۶۱)

اسلام کے اثرات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور ظہور اسلام نے عرب کے تمدن کی کایا پلٹ دی اور تمام پرانی اقدار کو طاق نسیان پر رکھ دیا۔ اسلام نے ان میں اخوت پیدا کر دی اور قبائلی نظام کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں جس کے نتیجے میں ایسا معاشرہ وجود میں آیا جو ذات پات اور نسلی امتیاز سے پاک صاف تھا۔ آپؐ نے اہل عرب کی ایسے رنگ میں اصلاح فرمائی کہ غیر مسلم مورخ بھی اس کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ مشہور مورخ فون کریمر نے لکھا ہے کہ۔

"(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ خواہش تھی کہ ایک نئے مذہب کی بنا ڈالیں اور اس میں وہ کامیاب ہوئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک ملکی انتظام بھی انہوں نے پیدا کر دیا جو بالکل جدید اور خاص صورت رکھتا تھا پہلے ان کی صرف یہ خواہش تھی کہ اپنے ملک والے ایک خدا یعنی اللہ پر ایمان لائیں لیکن اس کیساتھ ہی انہوں نے اپنے وطن کی قدیم طرز حکومت کو بھی بدل دیا اور ایسی عمل داری کی جگہ جس میں قبیلوں کے امیر اور سردار حکومت کا کام کریں اور بااختیار خاندان پبلک کے کاموں میں حصہ لیں انہوں نے ایک خالص خود مختار بادشاہی کو قائم کر دیا اور خود اس کے بادشاہ بطور زمین پر خدا کے نائب کے ہو گئے۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات سے پہلے ہی تقریباً کل ملک عرب نے ان کی اطاعت قبول کر لی عرب کا ملک جس نے کبھی پہلے ایک بادشاہ کی فرمانبرداری نہ کی تھی۔ اب اس نے دفعتاً تمدنی اتحاد ظاہر کیا اور ایک حاکم مطلق کی مرضی پر بیعت کی۔ متعدد چھوٹے اور بڑے سینکڑوں مختلف اقسام کے قبیلوں کو جو رات دن آپس میں لڑتے رہتے تھے آنحضرت (ص)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے کلام نے ایک قوم بنا دیا۔ ایک ہی مذہب کے خیال نے جو ایک ہی افسر کے ماتحت ہو عرب کے قبیلوں کو ایک ایسے نظام میں منسلک کر دیا جس نے عجیب اوصافِ تعجب خیز عجلت کیساتھ اپنے میں پیدا کر لئے۔ صرف ایک زبردست اصول تھا جو یہ نتیجہ پیدا کر سکتا تھا اور وہ ملک عرب میں قومی زندگی کا اصول تھا ..... (قبائل کا سلسلہ اس طرح پہلی دفعہ اگر بالکل مٹ نہ سکا کیونکہ یہ ناممکن تھا تو اتنا ضرور ہوا کہ مذہبی اتحاد کے تحت آگیا اس عظیم الشان کام میں کامیابی ہوئی)۔ اور جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہوا تو ملک عرب کے بہت بڑے حصے پر خدا کا وہ امن چھایا ہوا تھا جس کو عرب کی قوم نے جن کو لوٹنے اور انتقام لینے سے عشق تھا کبھی جانا تک نہ تھا یہ اسلام ہی تھا جس نے ایسا ملاپ کر دیا"

(اے فون کریمر جلد سوم صفحہ ۳۰۹ - ۱۰)

سادہ زندگی

آپؐ نے ایسی سادہ زندگی بسر کی جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ گو مکی زندگی میں مالی تنگی کے باعث مشکلات کا سامنا رہا مگر مدینہ میں آکر اللہ تعالیٰ نے اموال میں برکت عطا فرمائی اور وافر طور پر اموال آنے لگے جنگوں کی وجہ سے مالِ غنیمت بھی بہت بڑی مقدار میں آنے لگے مگر آپؐ کی عادت اور سادگی میں کوئی فرق نہ آیا آپؐ جیسا لباس پہلے پہنتے تھے اس میں کوئی تبدیلی نہ فرمائی بلکہ اہل بیعت کو سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپؐ کی سادہ زندگی نے وہ کام کر دکھایا جو بادشاہوں کے بڑے کروفر نہ کر سکے۔ آپؐ کی سادہ زندگی کے متعلق ایک مشہور مستشرق نے اپنی کتاب "محمدؐ اور ان کے جانشین" میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا۔

"آپؐ خوراک کے معاملہ میں بہت سادہ اور پرہیزگار تھے اور روزوں کے پورے پابند تھے آپؐ کبھی فاخرہ لباس زیب تن نہ کرتے تھے جو ہلکے لوگ نمائش کے لئے کر لیتے ہیں اور یہ لباس کی سادگی آپؐ میں تکلف سے نہ تھی بلکہ آپؐ سچے دل سے ایسے حقیر امتیازات کو لاپرواہی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ آپؐ کے کپڑے بعض وقت اون کے ہوتے تھے بعض وقت یمن کے دھاری دار سوتی کپڑوں کے اور بیشتر اس میں پیوند لگے ہوتے تھے پرائیویٹ معاملات میں آپ انصاف پسند تھے آپؐ دوستوں اور اجنبیوں، دولتمندوں اور غرباء، طاقتوروں اور کمزوروں سے عدل کا سلوک کرتے تھے۔ اور عام لوگ آپؐ کو محبوب رکھتے تھے اس لئے کہ آپؐ ان سے نہایت مہربانی سے پیش آتے اور ان کی شکایات کو سنتے تھے۔ آپؐ کی جنگی فتوحات نے آپؐ میں کوئی فخر اور کوئی نمود پیدا نہیں کیا جیسا کہ ان کا یہ عمومی نتیجہ لازمی ہوتا اگر وہ خود غرضی پر مبنی ہوتیں۔ اپنی اعلیٰ سے اعلیٰ طاقت کے زمانہ میں آپؐ کے اخلاق و اطوار اور ظاہری شکل و صورت میں وہی سادگی پائی جاتی تھی جیسے کہ آپکی سخت سے سخت تکلیف اور بے کسی کے دنوں میں۔ شاہانہ شان و شوکت کو اختیار کرتا تو ایک طرف رہا آپؐ اس بات پر بھی ناراض ہوتے کہ آپؐ کسی کمرہ میں یا کسی مجلس میں آئیں تو کسی غیر معمولی عزت کی علامت کا اظہار کیا جائے۔ اس دنیوی حکومت کے متعلق جس نے آپکے ہاتھوں میں نشو و نما پائی۔ اگر مذہب کی عالمگیر حکومت آپکے مدنظر تھی تو دوسری طرف آپنے اسے بغیر نمود کے استعمال کیا۔ اسی طرح اپنے خاندان میں جاری رکھنے کی کوئی تدبیر آپ نے نہ کی"

(محمدؐ اور ان کے جانشین صفحہ ۷ مصنفہ واشنگٹن ارونگ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے آدمیوں میں شمار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں ایک انقلابِ عظیم برپا ہوا اور اسلام نے ایک نیا طرزِ تمدن پیدا کر دیا۔ دنیا میں جن شخصیات نے لوگوں کی زندگیوں کو متاثر کیا ان میں سب سے زیادہ متاثر کرنیوالی اور روحوں کو مسحور کرنے والی شخصیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ آپؐ کی مسحور کن شخصیت کے متعلق ڈاکٹر مارگولیتھ نے لکھا ہے۔

"میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دنیا کے بہت بڑے لوگوں میں شمار کرتا ہوں۔ انہوں نے قبائلِ عرب سے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر کے بہت بڑی پولیٹکل گتھی کو سلجھایا۔ اور میں ان کی کما حقہٗ تعظیم و تکریم کرتا ہوں"

(اسلام اور علمائے فرنگ صفحہ ۴۰)

حیاتِ ابدی کا نور

مسٹر کارلائل نے اپنی کتاب "ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور آپؐ کی سیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

"اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹ تھے نہ اعمال ہی خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تھے۔ حیاتِ ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ میں سے دنیا کو منور کرنے کو نکلا تھا اور بے شک اس کے لئے امر ربانی یونہی تھا۔" (ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ صفحہ ۴۳)

اللھم صل علی محمد و آل محمد انک حمید مجید

• جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے
قابلِ اعتماد ادارہ
صدیق
اسٹیٹ ایجنسی
نزد ریلوے پھاٹک اقصیٰ روڈ
ربوہ
پروپرائیٹر:- چوہدری محمد صدیق
فون دفتر:- ۶۴۰ فون رہائش:- ۵۴۰

ہر قسم کا سامانِ سائنس و اجبی نرخوں پر خریدنے کے لیے
الائیڈ سائنٹیفک سٹور
فون ۶۴۵۰۰
گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیے!

کئی سال سے آپکی
بے لوث خدمت کرنیوالا
واحد ادارہ
احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ
سکنی و زرعی اراضی مکانات و پلاٹس وغیرہ کی خرید و فروخت کیلئے
آپکی خدمت کا متمنی
احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ
انس مارکیٹ ربوہ
فون نمبر: ۵۳۵

جدید فیشن کے مطابق
سونے کے جڑاؤ اور سادے زیورات وغیرہ کے لئے
نیو پاک جیولرز
۱۱۱- فیروزپور روڈ
نزد گلیکسی سینما اچھرہ
لاہور
فون: ۴۱۰۹۷۴ / ۴۱۸۶۴۶ اور رہائش - ۴۱۸۶۴۵
پروپرائیٹر:- میاں عظیم قادر اینڈ سنز

گوجرانوالہ فون نمبر ۷۴۸۴۴
ہمارے دواخانہ آپ کو معلوم ہو کہ
میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز کا
نام اب
مشہور دواخانہ
رجسٹرڈ
ہو چکا ہے
زیر نگرانی
حکیم عبدالحمید جانشین و فرزند
حضرت حکیم نظام جانؒ
ربوہ فون نمبر ۶۳۸

خدمت کی راہوں پر حسب معمول رواں دواں
دیرینہ خادم
مشہور دواخانہ (سابق میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ ۱۹۰
۷۱ - سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ اپنی کوئی چیز بیچنا چاہتے یا خریدنا چاہتے ہیں۔ مثلاً
ریڈیو۔ ٹیپ ریکارڈر۔ فریج۔
ٹیلیویژن۔ موٹر سائیکل وغیرہ
رابطہ قائم کریں۔

اقبال ریڈرز (رجسٹرڈ)

ڈیلرز کمیشن ایجنٹس۔
ایجنسی ہولڈرز۔ کنٹریکٹرز

راجپوت منزل متصل پوسٹ آفس گولبازار ربوہ

فون ملز ۲۷۹۴۶ ــــ فون آفس ۲۲۴۸۳

سفینہ انڈسٹریز لمیٹڈ

مقبول روڈ فیصل آباد

امپورٹر ــــــــ ایکسپورٹر

لون، وائل، پردہ کلاتھ، پاپلین
جاذبِ نظر، دیدہ زیب، ہر گھر کی پسند

آفس:- مندر گلی ریلوے بازار فیصل آباد

آنکھ کا اپریشن
بہت نازک معاملہ ہے

سفید موتیا	CATARACT
کالا موتیا	GLAUCOMA
ناخونہ	PTERYGIUM
گوہانجیاں اور پپوٹوں کی گلٹیاں	STYES
آنکھ کا ناسور	EYE FISTULA
آنکھ کا پھولا	EYE ULCER
آنکھ کا زخم اور چوٹ	EYE INJURY

بغیر اپریشن ٹھیک ہو رہے ہیں۔ معائنہ مشورہ مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ پاکستان
لاہور۔ کراچی۔ ہیڈ آفس گولبازار ربوہ فون ۶۰۳۶

لطیف موٹرز
نئی و پرانی کاروں کی
خرید و فروخت کیلئے
ہماری خدمات حاصل کریں۔
لطیف موٹرز ۲۴ میکلوڈ روڈ لاہور
فون دفتر ۵۵۹۴۴ میاں عبداللطیف نگر: ۳۳۰۶۹۳

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات
ہر قسم
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص ۔ مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار۔ فیصل آباد

قادیان کا قدیمی
محبوب کاجل
جو حضرت حکیم نورالدین صاحب کے نسخہ کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔
عبدالقادر ابن ماسٹر ماموں خانصاب گولبازار ربوہ
سٹاکسٹ: "شاہد شاپنگ سنٹر" بالمقابل سب تحصیل اقصیٰ روڈ۔ گولبازار ربوہ

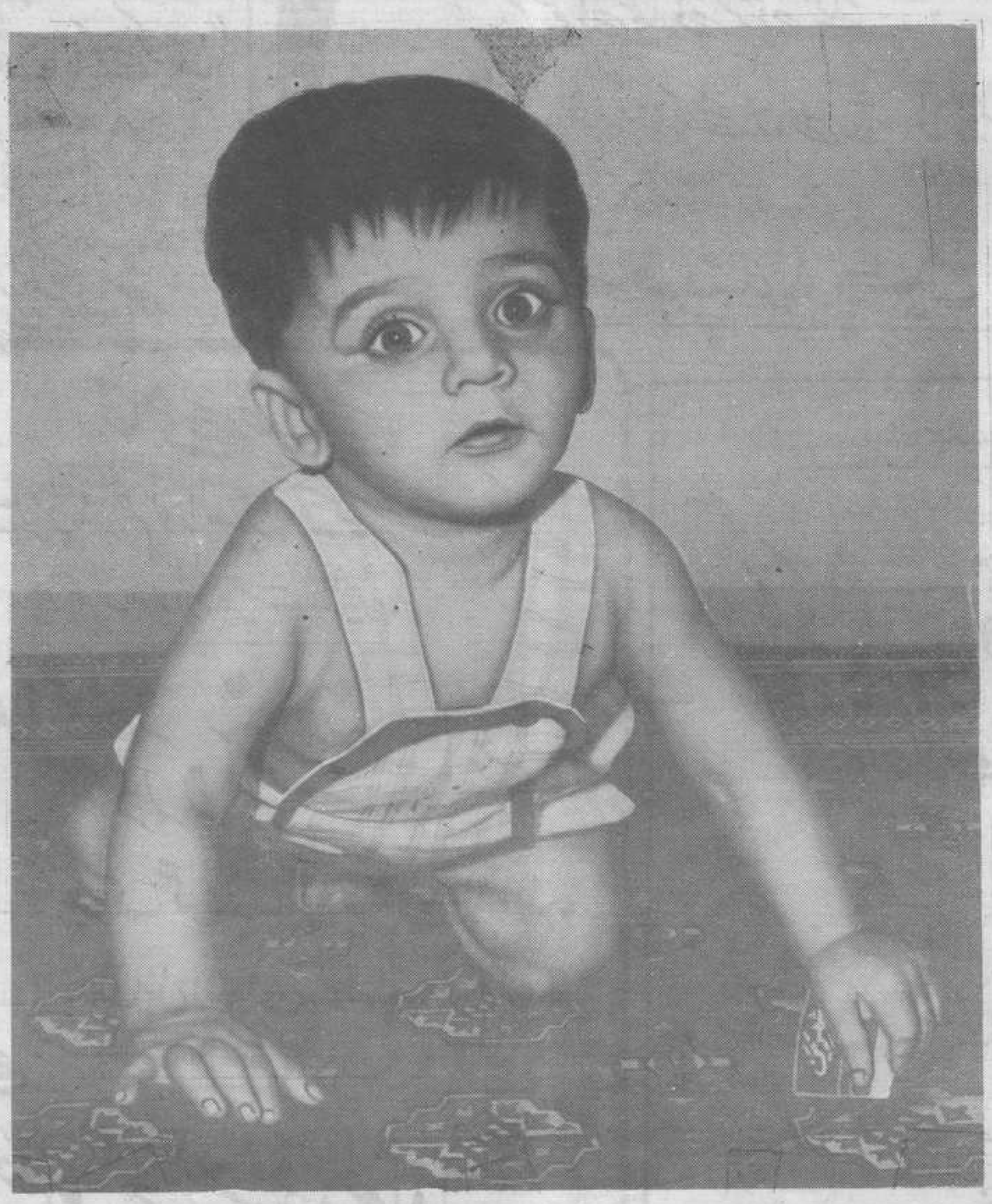

نرینہ اولاد سے محروم، بے اولاد اور مرض اسقاط کی شکار دکھی عورتوں کیلئے
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام — ہوالشافی — دواخانہ حکیم نظام جان
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان، چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ فون نمبر ۷۳۹۹۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قسم کا
کاغذ، بکس بورڈ اور گتہ
بارعایت خریدنے کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں اور دعا فرمائیں
مقبول پیپر مارٹ۔ گنپت روڈ لاہور۔ فون نمبر ۶۳۸۴۹
گھر:- ملک عبداللطیف ستکوہی۔ فون نمبر ۶۲۵۱۶

جدید فیشن کے مطابق
سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات
اور چاندی کے خوش نما برتن۔ ٹی سیٹ وغیرہ کیلئے
فرحت علی جیولرز
کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائد اعظم لاہور
فون ۵۲۶۲۲

مشہور منجن
دانتوں کی مضبوطی اور جلا کیلئے
مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

ہڈیوں کے ڈھانچوں پر
گوشت پوست چڑھانیوالی
نایاب دوا
"پیور الفلفا ٹانک کورس"
بھوک بڑھاتا۔ پوری غذا جزو بدن بناتا۔ جسم کی تمام کمزوریاں دور کرکے جسم کو دوبارہ اور بحال کرتا ہے۔
قیمت ۲۰/- ڈاک سے ۲۴/- منگوانے کا پتہ
شاہ ہومیوپیتھک سٹور رحمت بازار ربوہ

ٹویوٹا گاڑی کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات
الفرقان موٹر اسٹور سے حاصل کریں
۴۷ تبت سنٹر ایم۔ اے جناح روڈ کراچی ۳ فون نمبر ۷۴۶۰۹

موتیا بند کورس
CATARACT COURSE
CATARACT CURE (۴ کیپسولز)
CATARACT TABS (۲۴۰ ٹیبلٹس)
CATARACT POWDERS (۵۱ پڑیاں)
CATARACT DROPS (15 ML)
چالیس روزہ کورس قیمت ۶۰/- ڈاک خرچ ۵/-
لٹریچر مفت
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی
رجسٹرڈ پاکستان لاہور۔ کراچی۔ ہیڈ آفس
گولبازار ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے
پاک ٹمبر
۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ لاہور
فون آفس ۶۲۶۱۸ فون رہائش ۲۸۰۵۲۰ / ۲۸۰۸۰۶
کو ہمیشہ یاد رکھیں

شاہی طبیب
حضرت مولانا حکیم نورالدین کے شاگرد
حضرت حکیم نظام جانؒ کا چشمۂ فیض:
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
اور
بالمقابل ایوانِ محمود، ربوہ
اب
حکیم عبدالحمید رجسٹرڈ درجہ اوّل
کے زیر نگرانی کام کرتا ہے:
۷۱۔ سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷
گوجرانوالہ فون نمبر ۷۴۸۴۴ ○ ربوہ فون نمبر ۶۳۸

حکومتِ پنجاب سے منظور شدہ
ساہیوال روڈ پر مسجد اقصیٰ سے چار فرلانگ مغرب کی جانب ربوہ میں اپنی طرز کی واحد ہاؤسنگ سکیم
کہکشاں ہاؤسنگ سکیم
بجلی کی فراہمی، پکی سڑکیں، پکی نالیاں

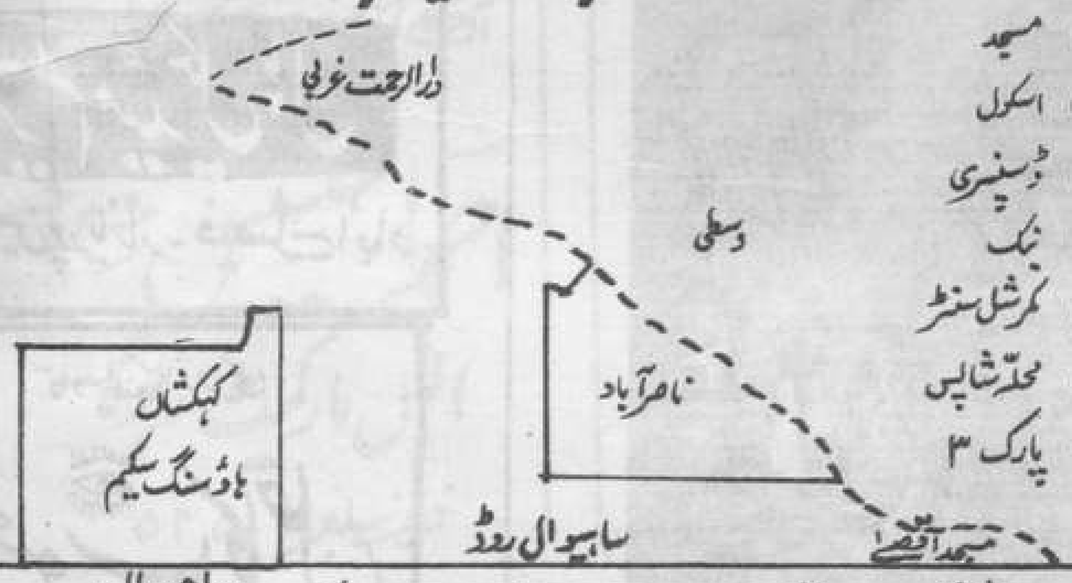

- مسجد
- اسکول
- ڈسپنسری
- بنک
- کمرشل سنٹر
- محلہ شاپس
- پارک ۳

خوشخبری
گورنمنٹ سے معاہدہ کے مطابق ڈیولپمنٹ شروع ہو گئی ہے ۴۰-۳۰-۲۵ فٹ کی کھلی سڑکیں۔ مجوزہ پلان۔ سیلاب سے محفوظ کیٹی حدود میں سب سے اونچی جگہ پر واقع ہے اپنی پسند کے مطابق گورنمنٹ سٹینڈرڈ سائز کے پلاٹس حاصل کریں (سائز)
۳ مرلہ - ۴۵×۲۲ ، ۵ مرلہ - ۵۰×۲۸ ، ۷ مرلہ - ۵۵×۳۵ ، ۱۰ مرلہ - ۷۰×۴۰ ، ۲۰ مرلہ - ۱۰۰×۵۵
مزید معلومات کے لئے:
العارف اسٹیٹس ڈیولپرز گول بازار ربوہ: فون آفس: ۴۹۸ ، فون رہائش: ۴۷۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے اپنے معروف ادارہ

گلوب ٹمبر کارپوریشن

(گورنمنٹ کنٹریکٹر)

۲۶۔ نیو ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ لاہور پر تشریف لائیں

فون نمبر ۵۳۴۳۰ ۶۸۱۲۶ — رہائش ۶۲۹۳۰

فیکٹری رچنا ٹاؤن ۷۱۰۳۶۲

احباب لکڑی کو دیمک سے محفوظ رکھنے کیلئے ہم سے رابطہ پیدا کریں

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

ہمدردانہ مشورہ اور قابلِ اعتماد اصولی علاج کے لئے

مطب ناصر دواخانہ۔ گول بازار ربوہ۔ فون ۵۲۴

ہر قسم کی عمارتی لکڑی

دیودار۔ کیل۔ چیل۔ پڑتل کے لئے ہمارے ہاں رجوع فرمائیں!

سٹار ٹمبر سٹور

۵۳ فیروزپور روڈ۔ بالمقابل تھانہ اچھرہ۔ لاہور۔ فون نمبر ۴۱۰۶۱۷

دانت اچھے صحت اچھی

◉ اینٹی کیریز (ANTI CARIES) دانتوں کے گھن کے لئے قیمت ۱۵/ ◉ اینٹی پائیوریا (ANTI PYORRHEA) ماسوڑہ کیلئے قیمت ۱۵/ ◉ اینٹی کیریز فار بے بیز (ANTI CARIES For BABIES) - بچوں کے خراب دانتوں کے لئے قیمت ۱۰/ ◉ پائیوریا منجن (PYORRHEA POWDER) دانتوں کی مضبوطی اور خوبصورتی کے لئے قیمت ۶/۔ دانتوں کی حفاظت کا رسالہ مفت

کیور ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ پاکستان لاہور۔ کراچی ہیڈ آفس گولبازار ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷

ہو الناصر

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں

معیاری سونے کے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کے لئے تشریف لائیں!

الرؤف جیولرز

۱۶ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری۔ شمالی ناظم آباد کراچی۔ فون نمبر: ۶۱۷۰۶۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شالوں کی مشہور دکان

الفردوس شال ہاؤس

۸۵- انارکلی- لاہور

ہمارے ہاں ہر قسم کی گرم کشمیری کا مدار شالیں، زنانہ و مردانہ دھسے اور گرم مرینہ تھوک و پرچون واجبی داموں پر دستیاب ہیں۔ نیز ریڈی میڈ کرتے شلواریں سوٹ وغیرہ بھی ہر قسم مل سکتے ہیں:

فون نمبر ۳۲۴۴۴۸

۸۵- انارکلی لاہور

الفردوس شال ہاؤس

بشیر انجینئرنگ انڈسٹریز لمیٹڈ

ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز

گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار

برائے ملٹری، ریلوے، ٹیلیگراف، ٹیلیفون، واپڈا ——— اور دوسرے شعبہ جات

● لوہے کے جستی تار ● خاردار تار ● کاسٹ آئرن کے (گھریلو استعمال کے) سیوریج پائپ ● سینیٹری فٹنگز اور ● لوہے کے جستی پائپ۔ حاصل کرنے کے لئے ہمیں خدمت کا موقع دیں!

ہیڈ آفس: حمید منزل ۸۹- انارکلی لاہور ○ فون نمبر ۵۲۷۸۳، ۳۲۳۳۰۴، ۴۱۳۳۲۲

: شاخیں :

(۱) لوہا مارکیٹ لاہور۔ فون نمبر ۵۶۰۲۳ (۲) کے ایم سی-۷۷ گارڈن مارکیٹ لارنس روڈ کراچی۔ فون نمبر ۷۸۵۶۴

فیکٹری: ۲۲ کلومیٹر (لاہور شیخوپورہ روڈ) لاہور۔